

Rs 15

من جو دود وقت میں میڈیا زینت نہیں ضرور

ملنگا جملان 8

جملان

April 2008

میڈیا زینت نہیں ضرور ہے

میڈیا کی ایک سوئٹھ کام بن سکتا ہے
اس سلسلے میں ہمارے پڑھان کے لیے تیار ہوں
تو یہ پڑھیں کہ یہ کہیں ہمارے ہاں

ملنگا کے میڈیا کا حقہ کر کے لے لے
ہمارے پاس کیے میڈیا کا اور ابھی تک ہے
تو یہ سیکرٹریٹ میں ہمارے ہاں

غریب دولت کے میڈیا
نہایت ناگزیر بن گیا ہے
سوائے انہیں ہمارے ہاں

میڈیا کا جواب ہم جانتے ہیں
نہیں بلکہ ہمارے ہاں کے ہمارے ہاں
اسلامی ملنگا کے ہمارے ہاں

آج ملنگا کی ضرورت زیادہ ہو گئی ہے
ملنگا کے ہمارے ہاں کے ہمارے ہاں

ملنگا کی ہمارے ہاں کے ہمارے ہاں
کرشمہ و لکشمی ہمارے ہاں ہے
ہمارے ہاں کے ہمارے ہاں

من جو دود وقت میں میڈیا کا حقہ
زینت نہیں بلکہ ہمارے ہاں ہے
تو یہ سیکرٹریٹ میں ہمارے ہاں

ماہنامہ ہمارے ہاں کے ہمارے ہاں

نیشنل میڈیا کونشن

اسلام آباد

کامیابی کے ساتھ

نیشنل میڈیا کونشن

MAHATMA JAIN & SONS
BOOKS AND STATIONERY
10, 11, 12, 13, 14, 15, 16, 17, 18, 19, 20, 21, 22, 23, 24, 25, 26, 27, 28, 29, 30, 31, 32, 33, 34, 35, 36, 37, 38, 39, 40, 41, 42, 43, 44, 45, 46, 47, 48, 49, 50, 51, 52, 53, 54, 55, 56, 57, 58, 59, 60, 61, 62, 63, 64, 65, 66, 67, 68, 69, 70, 71, 72, 73, 74, 75, 76, 77, 78, 79, 80, 81, 82, 83, 84, 85, 86, 87, 88, 89, 90, 91, 92, 93, 94, 95, 96, 97, 98, 99, 100

کہے۔ سخت سے سخت جو ان کا اسباب کرے۔ جس طرح چاہے وہ جہاں غلام رسوا دیا جائے۔ اہلکے یہاں اس کی کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ اس طرح اس عقیدے کے متحولین کو بھی اس کی عقل کے تسلیم کر کے اسے انکار کر دیا ہے کہ گویا اسے پادری کے کہنے سے کوئی شخص اپنے گناہوں کی تاب نہ لاتا تھا۔ اگر اسے اس کے سامنے یہ گناہ عموماً کرنا ملتے ہیں۔ اس طرح جو اس کی تہہ بہ تہہ کی جو جہاں اس کے لیے عقیدہ رکھتی ہے اس کا قبول ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ جیسے ان کا شیوہ بنی ہے۔ یہی کہ یہاں کرنا شروع کر سکتا ہے۔ عقل نہ رہی تھی جو اس کی تہہ بہ تہہ کی قبول ہو کر آپ میں جو حزن ابھری جاتی ہے۔

[illegible][illegible][illegible]

اسے غلطی درود میں سارا موصوفہ ہے "ہام نور" کی طرح اشاعت کے لیے کافی عقیدین الایہ علیہ السلام و انہیں دیکھیں اللہ چاہے صوفی شاہ قرآن علی صاحب علی جنہوں نے لکھتے کی سر زمین پر سراج کا نور میں اور نوری حمیدہ العلما کا نظریہ کی کامیابی میں انہیں حصہ دے کر بکال کی نئی دنیا ایک ایسے اہم نگہ حاصل کرتی ہے وہ بھی اپنی تمام صلاحیتوں اور جملہ وسائل و ذرائع کے ساتھ "ہام نور" کی رفاقت کے لیے کمر بستہ ہو گئے ہیں۔

جامعہ کے مسئلہ کے بارے میں صرف کے پندرہ صوفیوں کی تفصیل معلوم کر کے وضاحت دل سے دعا کی ہے کہ انہیں جلد ہی کو پہنچائے۔
مکرملاب کرام، انکر سامید اور ہر شے کے نگہدار دوستوں کے پیار، بیانات موصول ہو رہے ہیں کہ اب کسی کی حجت پر بھی "جامعہ" کو
منکالت سے ادا ہوا ہے۔ لکھنؤ واپس لائے گئے۔ "کامیاب" کے لیے پڑھنے والے ۱۵۰ افراد بھی صاحب بھی جامعہ کی توسیع اشاعت میں
نماں حصہ لے رہے ہیں۔ مولیٰ خاں انہیں جڑے خیمے، دھار دھار سلسلہ میں ان کا نہایت مشکور ہے۔ (ایس ایم جامعہ رکھتے مارچ ۱۹۶۷ء)
وقت کی بنیادی ضرورت - جس ضرورت کے احساس نے ہماری زندگی کو کھاتی دور میں داخل کیا ہے اس کے حلقہ ذیلی کی چند چیزیں فور
تے پڑ گئے ہیں۔ اس بات کا انکشاف کیا جا سکا کہ ہندوستان میں ہر جگہ اہل سنت و جماعت کی تنظیم کا اکلوتے ہے اس کا نشانہ اور مذہبی اور دینی تفریب
تے ہوتا ہے جو کیسے طور پر ہندوستان کے سارے اہل و عیال میں متانت میں جاتی ہیں۔ جب کہ اہل سنت کے علاوہ کوئی فرقہ نہیں اپنی ذہنی تفریب
فرار نہیں دیتا۔ لیکن ہم ضرورت کے اعتبار سے اکلوتے میں ہوتے ہوئے بھی اپنے اثر کے لحاظ سے ٹھکانا چاہتے ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہو گے کہ اب
اب تک ہم اپنے فرائض کو خود کا نہیں ہی نہیں دیکھتے ہیں۔ دنیا کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اب اس سے یہاں جس پڑھنے والے یا عارف کی تنظیم ہے۔
نہر بھی ہم حکم میں ہیں۔ ہر جماعت کی ناکامی کے بعد ایک نئی جماعت اس عہد کے ساتھ وجود میں آئی گی کہ شاید اس کے ذریعہ ہم پر اہل
شرع و عینیت ہو جائے۔ لیکن، وہ بھی یا کہوں کے بعد اپنے فرائض و دلوں سے جائے۔

اس طرح کا دور تھا کہ آج کل کے تمام کے لیے میں ہرگز نہ کہیں وہاں کا کہنا ہے حقائق مسائل سے چھٹنے کے لیے اب کوئی پانچ بی جماعت
بانی ہوئے آج کی سمت میں صرف اپنی ناکامی کے سبب کا جو یہ کہنا چاہتا ہوں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اب اس سے یہاں بھلائی کی چیزوں کا
ضرورت ہے جو بھی جماعتی تنظیم کے لیے ناکارہ ہیں مثال کے طور پر ہم ملک میں جتنی جماعتیں ہیں ان کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرے چلے گئے ہیں جس کا پانی
ہم انہوں کے پروگرام کا اعلان کر رہے ہیں۔ اب اس سے یہاں صرف ذہنی افتادگی کی تنظیم کسی بھی دوسری جماعت کا جو یہاں کے لیے کافی ہے
ملاں کہ لکھنؤ شہادت کی طاقت کو رکھتی جماعت کے غرض سے مذاق و دلوں میں ہماری دعا فرق ہے۔ کسی بھی جماعتی تنظیم کو دوسرے
انے کے لیے جب تک اہل و عیال کا تمام جماعت کے ساتھ ذاتی رابطہ نہ ہو جائے گی اس کا اپنا ہندو کی اپنی اطلاع اور قربانوں کی جتنی ٹیپ موجود
نہو، اعلیٰ سطح پر کسی مشیہ و قیادت کی ضرورت ہو گئی ہوگی۔ اس سے ہرگز ان کی کھلائی جائے گی۔ جب تک کہ ہم تنظیموں کو پرکشش اور پھیلنے کے ذریعہ
جو انہوں کا ذہن، جماعتی حلقے کے سامنے میں نہیں داخل اپنے ہماری کوئی تنظیم کا دل ذکر کر رہے ہیں وہ کسی بھی جماعتی تنظیم سے ہماری
نوسلہ فرائض کی قیادت اور تعلیمی جلدی ہم ایک ہے اور اگر ہم اپنا طریقہ جماعت کے حوالہ کریں گے۔ (ایس ایم جامعہ رکھتے مارچ ۱۹۶۷ء)

مذہب - جو ایک اہل سنت، ادھار سامیال کی نظر میں - نہ کہ دھار سامیال ایک غیر مسلم کا ہے۔ انہوں نے کتاب کا آغاز اور امرات
کی روشنی میں اپنی تحقیق کی ہے۔ اس میں ہم دھار میں بھی ہیں جن سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ مگر ایک غیر جامعہ اور اس کی تحقیق سے
جو ایک اہل سنت و جماعت کے مسئلہ میں پہنچنے کی بہت سی تدابیروں کا ذکر کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ ایک فرقہ ہے جس کے بانی
مولانا احمد رضا تھے۔ جو ایک دھار دھار لیتے ہیں۔ یہ بھی ہے۔ اس طرح اور فرقہ کے سبب ان میں ان کو نہیں کیا جاتا تھا کہ حضرت اس
کو جان کر نہیں چاہتے تھے۔ جو ایک ایسا ہی ہے کہ جو کسی بھی اور تنظیم اور سے ان کا تعلق نہیں اس طرح ہے۔ دھار اور دھار سے
ہندوستانی مسلمانوں کی تنظیم کرتے تھے۔ جو ایک خلافت اور ترک مولانا کی انہوں نے اپنی وجوہات کی وجہ سے خلافت کی تھی۔ مگر اس کتاب
کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پڑھنے والے تھے جن کی تاریخ میں کوئی پہلا نہیں تھی۔ یہ اثرات تھے جن کی پہلا اور حقیقت نہیں بلکہ
خود ساختہ افادات تھے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے کام کی جماعت امام احمد رضا محدث بریلوی پر ہمارے
شرعی اصولوں کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ دھار سے موقت کی تاہم یہ نہیں کہ اس طرح کے کام کی جماعت امام احمد رضا محدث بریلوی پر ہمارے
تھے۔ اب اگر کوئی شرعی اصول کی روشنی میں خود اس کا قصور تھا کہ شرعی فیصلہ نہ دالے کا اہل کتابی ہم سب کو حق ہائے اس
نہی کے لیے تو حق دے رہا ہے۔ □□□□

تفسیر قرآنی حقیقت یا انسان؟

مجھے ایک باخبر شخص جس کے قریب بھی جانے کی جرأت نہیں کر سکتا، انہیں سن کر اعلیٰ انسانوں کی ایک نئی "تفسیر قرآنی" بھی ہے جسے آنکھوں میں ہم یوں اندھیرے پر لباس کرنے کی کوشش کریں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حج بخاری شریف میں دیکھیں انہیں حضرت محمد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی یہ حدیث ذکر فرمائی (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بالمکہ و مسجد معہ المسلمون و المشرکون و النبی و الانبیاء) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم کی آیت سورہہ پر بعد فرمایا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں سب نے مسجد کیا۔

آنکھوں میں آپ کا عطر فرمائیں گے کہ اس سادہ بات کو مستشرقین نے کس طرح سے اٹل کوٹھ کاٹا اور اڑھا کر اپنی کاپیاز بنائے کہ یہستان حق و صداقت کو گمراہ کیا ہے۔ فقہان کی بات کہ کہ مستشرقین نے ایک ایسا افسانہ کوڑھ ڈالا کہ خدا کی اس ایجاد کو کسی بھی تسلیم ناقص انسان کے ذہن کی رسائی ممکن نہیں تھی۔

مستشرقین نے حدیث مذکور کے اردو کا کتب حشر پائے طور بیان کیا ہے کہ ایک روز عزم مقدس میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کفار و مشرکین کے مابین سورہ نجم کی تلاوت فرمادے تھے جب اس آیت کریمہ پہ پہنچے (انہم یؤمنون بالغیب و انہم لا یعلمون و انہم لا یؤمنون بالغیب) تو خود باللہ شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر کلمات جاری کر دیے (فلیک العرواقط العلیسی وان شیعۃ النصارى) یعنی یہ مضمقران بلند پر ملا ہیں اور ان کی لفاظیت کی اسباب کی جانک ہے۔ یہ زبان رسالت آپ سے ہے کہ ان میں کہ مشرکین کہ ان کے حواس ہوتے اور ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ اپنے قدم قدم آپ کی جانب پلٹ آئے ہیں اب آج سے ہمارے اور ان کے درمیان کوئی عداوت نہیں۔ بعدہ حضور ﷺ نے سورہ نجم کی آیت سورہہ والی آیت پڑھیں تو رسول اکرم کے ساتھ کفار و مشرکین

سب ذلیل اسلام کے کائنات کی سب سے واضح اور یقین دہانی ہے کہ مشرکین و مستشرقین، یہود و نصاریٰ کے چار سو سالہ تاریخی و فکری مسلسل غلوں، غلطیوں کے باوجود بغیر عقل خدا آج بھی زندہ و تازہ ہے۔ دشمنان اسلام نے وہ کتنا حربے تھے اسلام کے خلاف استعمال نہ کیا؟ عداوت اسلام میں مصر مباشرتے مستشرقین باطنی کے مشرکین پر بھی موقوف تھے انہوں نے اپنے ترکان کا ہرج و مرج اسلام کو بھٹی کرنے کے لیے تانے پھانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن غرض خداوندی ہر وقت و حال میں کہ اسلام کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہی۔ جب مستشرقین کو یسعی جنگوں میں مسلسل شکست کے بعد اس بات کا بخالی انداز ہو گیا کہ اس جنگ کو قوم سے ہم داری اور فانی میں بھی جیت نہیں سکتے تھے انہوں نے عرب کی توحید تہلیل کر دی، اب بجائے دینی جنگ کے انہوں نے فکری اور فکری جنگ چھیڑ دی، اب بجائے مسلمانوں کے جسم پر وار کرنے کے انہوں نے دلی و دماغ پر غلط کرنا شروع کر دیا اور جب یہ یوں اسلام کی جانب سے کوئی ناظر خواہ حراست الجہاد کرنا سے غائب تھا اس پر بھی حلقہ بند ہوئے شروع ہو گئے تھے کہ ایک مومن کے لیے اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اس کا عقیدہ اس کا ایمان، اسی پر اس کی زندگی مرہم ہے، اب ایمان و عقیدہ وہ جملہ سے بھی کی شیعہ اقوام، انہما، رسول اس دہان پر بھی غلطی کی ناپاک جرأت کی تاکہ اسلام کے جلی قلم میں غلبہ لگائیں، چنانکہ مستشرقین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ رسول گرامی و قادر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد از وفات حقیقت ہی اسلام کے وجود میں دور اس کی حیثیت رکھتی ہے لہذا اگر وہ ان کی شخصیت و قدر کو ہرج و مرج کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہاں اسلام از خود ہی حوڑل ہو جائے گی، اسی جوف کی تحلیل کے لیے انہوں نے رسول باقی روحی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا برکات کے تسلی سے طرح طرح کے غسانے کر دیے اور ان انسانوں کے کہ جس شخص کذب و افتراء اور جہان طراری کی وہ تمام حدود پار کر

سے بھی اصرار کیا۔ بعد ازاں چار میل تک راگداز میں ماضی ہوئے اور کہا میں نے یہ سورت آپ کو اس طرح اپنی پیش کی تھی جس طرح آپ نے اس کی ہے۔ یہ جان کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم بے حد افسردہ و کھوہ خاطر ہوئے، اور آپ کریم نے اپنے سبب پاک کے اطمینان غلب کے لیے سورت کو کیا آیت نازل فرمائی (وَمَا تَسْأَلُهُمْ فِيهَا رَاسُولا وَلَا مَوْتَىٰ اِلَّا اَنْ يَسْمِعُوا قَوْلَ الرَّسُولِ فَهُمْ يَنْصَلِحُوهُمُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ)۔ واللہ علیم حکیم (اور میں نہیں کہتا کہ آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی گمراہ کے ساتھ ہو کر جہنم میں لے جائے یا کہ جو خدا و تعالیٰ کے جہان میں اس کے بڑھنے میں (الٹا کر) نہیں دیتا یا کہ جو اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی کے ساتھ رہتا ہے، پھر چاہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سے کہہ جائے (اللہ بہت ادا ہے) (سورۃ فتح: ۵۲)۔

یہ منہم متعدد دوسری آیات میں بھی بیان فرمایا گیا ہے علیٰ سبیل المثال (وَلَا تَكُنْ مِمَّنْ جَعَلَ الذُّلَّ سِیًّا عَلٰی ذُلِّ الْاَعْلٰی اَوَّلَیِّ الْاَمْرِ وَبَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَحِفْظُ الْاَعْلٰی عَزْوًا)۔ اسی طرح ہم نے پوری کے لیے جس شخص انسان اور ان کو جو شخص بتا دیا اور ان کو ان کو دھوکا دینے کے لیے کسی باتیں سمجھاتے ہیں جو بظاہر بڑی دیکھ سوتی ہیں (الاحزاب: ۳۳)۔

خداوند قادر و دان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کو آخر فرما دیا ہے کہ آپ سے اُن کی ہم سے جتنے بھی انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ جب انہوں نے ہماری آیتیں ان کو پڑھ کر سناں تو شیطان نے ان کے دلوں میں ان آیات کے متعلق متعدد قسم کے شکوک ڈیاجات دیے اور کہے۔ بھائے اس کے کہ وہ ان آیات کو لغوی کرے ان کے برعکس ان کے خلاف مجاہد قائم کر لیا اور اس طرح منافقت کی کاچھا اور سر اُٹھائی۔

اسی پر انکا نہیں بلکہ مستشرقین نے اس واقعہ کو ایک کڑی بنا کر دوسرے واقعہ سے جڑا اور انکی کہانی تفسیر کی کہ پھر کہ تم علم تو اپنا ہی دینے والے علم ہی ان کے امام کو فریب میں نہیں گئے اور کہ آپ باخبر و پراہمان آجیئے۔ مستشرقین کی عیاری طائفہ کچھ کس حکایت کو انہوں نے دوسرے واقعہ کے ساتھ کس طرح مربوط کیا ہے۔

اور جب بحث کے پانچویں سال میں ہم نے کہا کہ ان کا وہاں جہش

روانہ ہوا، تبھی یاد کر اسر انہوں نے جہش میں بڑے ہی اعلیٰ مقام پر کھاتھ کرنا اور اپنے کھاتھ کے ذریعہ انہیں خبر ملی کہ مشرکین کدہ سے اسلام قبول کر لیا ہے اب وہاں باخبر اور حالات پر امن ہیں، کبھی کاغذ کی کھال نہیں کہ اب فرزند ان اسلام کو گڑھ و عقلم جیٹھا کھینچا کھینچا کھینچا رہیں نے انہیں میں صلاح و مشورہ کیا کہ جس علم و وجہ کے خلاف ہے ہم اپنا وطن عزیز اور گریہ چھوڑ کر آئے تھے، اب جھگڑا تعالیٰ دور ہو گیا ہے، اس لیے آپ ہمیں اپنے وطن لوٹ کر جانا چاہیے، لیکن بعض صحابہ کرام نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا کہ کبھی کوئی پختہ اور ادا قائل اسے جو خبر نہیں ملتی ہے اس لیے جھگڑا میں اس کا فیصلہ کرنا خلاف دانشمندی ہے اور انکار کرنا چاہیے لیکن جذبہ حب وطن صبر جلیلہ پر غلبہ کیا اور صحابہ کرام کہہ کر مدد دیاں لوٹ آئے، مگر خلاف توقع انہوں نے مکہ کے حالات حسب سابق ساماں گار فرمایا۔

خبر فرمایا آپ نے کہ مستشرقین نے یہاں پر جہش کی کدہ دہائی کو حدیث مذکور کے ساتھ کس خوب صورتی کے ساتھ کہا ہے انہیں یہ سمجھتے ہوئے بہت حسداتی کہ شیطان نے دوران طاوت کیا تھا اللہ تعالیٰ حضور کی زبان سے نکلا ہے جن میں عربی کی قریش و مدینہ سرانی کی کئی جہش اور ان کی شکایت کے اقتدار کو تسلیم کیا گیا تھا، حضور کے دیے میں اس تعمیر تبدیل سے کھارہ کہ اللہ غرض ہوئے اور انہوں نے ذوال قعدہ ۱۱ھ کے مابین کر مجبور کیا، انہوں اس امر کی اطلاع نہ آپ جہش کو لیا تھا وہ لوگ کہہ کر مدینہ آئے، مگر جب سوا مالاکہ حضرت جبریل راتوں نے حضور کو شیطان ملعون کی اس حرکت سے آگاہ کیا تو آپ نے بے حد رنج و ملول ہوئے اور پچھتاؤں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر کی خاطر سورت کو کیا آیت نازل فرمائی۔

دیکھا آپ نے مستشرقین نے کس جادو کی کے ساتھ کچھ کڑی کو دوسری سے جوڑ کر کدہ باخبر و پراہمان چھائی کہ شیطان اس جادو کرنا چاہے، لیکن وہ ہے کہ عمارتیں اور مسلمانان رصہ اللہ سے بھٹکے ہیں جہش کی اس کن گڑھت اقلہ کے لیے اللہ تعالیٰ پر کھینچے۔ لیکن کھانڈ کی نادر اور وہ کہ نہیں حیرت کن، اس لیے کہ قریب ہیش ظاہر ہوتا ہے مطلوب ہیں۔ لہذا آئے والے صفحات میں ان شاہد آپ دیکھیں گے کہ اس خود ساختہ کہانی کی کس طرح پراہمانے اڑائے گئے ہیں، واپس قلعہ اور لوگ

چاہئے کہ ہر اوصیٰ ہب کہ وقتہ و آپت قرآنی آیات اور دین طیف کے مطابق اصولوں سے مقہوم ہو۔

فہرست غرائبیہ کو بیان کرنے والی روایات کی صرف ایک ہی ناقص اور نیکس بلکہ ان روایات کے متن کی بھی ایک حالت ہے ان روایات کے متن میں اختلاف و تضاد ہے کہ اس تضاد کی وجہ کی میں ان روایات کی کوئی حقیقت و وقتہ ملتی نہیں رہ جاتی۔ کسی روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان مہارک سے یہ کلمات اور ان زمانہ نکلے تھے اور بعض روایات کہتی ہیں کہ یہ کلمہ کی زبان سے جب یہ الفاظ ۱۱ آئے تھے اس وقت آپ اپنی قوم سے مخاطب تھے بعض دیگر روایات میں ملتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ ۱۱ آئے تھے اس وقت آپ یہ کلمہ کا لقب تھا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں مختلف حالات و کیفیات کا ذکر ملتا ہے۔ اسی پر اس میں بلکہ خود وہ الفاظ و کلمات جو شیطان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کیے تھے وہ بھی ہر روایت میں مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر ایک روایت میں ہے: "ہنن شعاعنہن العروہی العلیٰ" دوسری روایت میں صرف ایک ہے۔ "ان شعاعنہن نورنہن" تیسری روایت میں ہے۔ "سلک العروہی العلیٰ وان شعاعنہن نورنہن" یہ سب سب بعض روایات کا کرمی نقل النال کیا ہے نہ کہ کرمی نقل البصر، جب کہ امام طہا الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف "الرد المحتار" میں یہ روایت ایک اور متن روایتی ذکر کی ہیں اور ہر ایک میں مختلف الفاظ کا ذکر ہے۔

صرف یہی نہیں کہ مختلف روایات میں مختلف الفاظ کا ذکر ہے بلکہ ایک اور مشکل نیز بات یہ ہے کہ اکثر روایات میں تو یہ ہے کہ سلک العروہی العلیٰ کے کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے افریضہ اللہ والہ والہ و صوفیہ اللہ والہ الاخریٰ کے بعد حیطان نے جاری کرنا تھے مگر ایک روایت میں یہ بھی ملتی ہے کہ یہ الفاظ اس سے ایک اور روایت میں ملتی ہیں بلکہ ان الفاظ صوفیہ کے بعد آپ کی زبان مہارک پر جاری کر دیے۔ ان روایات کا اختلاف و تضاد واضح اور میں خود ہی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ فہرست مضمون اور سر سے اصل ہے۔ یہی حقیقت اسلام کی آخر میں حقیقت ہے۔

مقام تحقیق کی رائے۔ علاوہ تحقیق نے ہر عصر و دور میں اس

اس معاملہ میں کوئی حقیقت اس کے ساتھ ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ آپ اس واقعہ کے قلم و دین کو ان میں یہ واقعہ نظر آ کر نہ ہوں گے کوئی ایک جیسے آ کر وہ اس پر غور کریں کہ جس سال ۱۱ ہجری واقعہ کے واقعہ پر ہوئے کہ بیان کر رہے ہیں یا اس سال اس سے پہلے کی یا واقعہ بھی کوئی کی نہیں۔ آپ اصل میں یہ کہنے کی کوشش کریں گے کہ ان روایات میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے یا نہ کی سبکی حقیقت کیا ہے۔ اور ان کے متعلق علماء و جرح و تعدیل کی آرا کا کیا ہے۔ ہذا مضمون بتاتی رہ رہے ان کا حرا کا ہر مضمون میں کیا جاتا ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ "ہذا القصہ عروہیہ میں حجه العمل" یہ قصہ بارہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

یہ حضرت قاضی مہاسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک نہ کہ کوئی ایک ایسا صاحب ان میں بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے بعد فرماتے ہیں کہ "ولمسا حدیث الکلیسی فیما لا یجوز التروا بہ مسہ ولا ذکرہ لوقہ صغہ و کلمہ" جہاں تک کوئی کی حدیث کا تعلق ہے وہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے ضعف اور کذب کی وجہ سے اس سے روایت سے خارج ہے اور اس کا ذکر کرنا بھی ہے۔ ہذا قاضی ابو کریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قصہ پر شدہ نظر فرمائیے آپ فرماتے ہیں "ہذا من وضع الروافدہ شیخی یہ قصہ نہ تھیں کی اختراع دیکھا ہے۔ آپ نے اس کی تردید ابطال میں ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے۔

یہ حضرت امام ابو منصور ہارونی رحمہ اللہ نے بھی اس قصہ کو موضوع قرار دیا ہے فرماتے ہیں "فلک العروہی العلیٰ من حصصہ لہجہ الشیطان الی قولہما من الروافدہ حسی بالہوا بس الضعفاء و ارفاء الدین لبو نابوا فی صغہ الدین و الروافدہ موشل من مثل ہذا الروافدہ "تک الخرافات و اللہ ان یاقول میں ہے کہ شیطان ان ذہنیوں کے دلوں میں ڈالتا ہے جو اس کے سامنے ہیں تاکہ وہ ان کو ہدایت و انوار میں گملاں کریں اور ان کی فکر میں دین کو شکوک بنائیں۔ جب روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ اس قسم کی فتور روایات سے یہی اور غور ہے۔

فہرست بات قریب ہے کہ جس روایت کی تمام مندرجہ کلمات حقیقت کی نظر میں یہ حقیقت حاصل ہے، اس پر ہر کلمہ کی



مٹھی بھر یہودی دنیا کے حاکم کیوں ہیں؟

ڈاکٹر اعلاق احمد آکھن ہلہ

ڈاکٹر اسوئیکز کو آٹھ صدیوں تک مستقب رہی یہودی قوم تھے۔
بڑھتے ہوئے لکھ کر دیکھیں کہ صرف کتاب دنیا کا سامنا رہا، جس کی آبادی
حقیر، قدرتی وسائل محدود اور جغرافیائی محدود ہے، وہ صرف یہ کہ آج
خود میری نسل سے مشروط ہے اور کلام سیاست کا قلب اپنے انھوں میں
لپکتے ہوئے ہے، بلکہ گزشتہ صدیوں پر گام اٹھیں تو تمام کاموں میں ان کے
یاد دہا دیئے، اور اسے روزگار دینا کر کے میں کامیاب رہی ہے، جنہوں
نے عالمی سیاست و حکمت کو تہہ پا کر دیا۔ مثلاً ڈاکٹر اسوئیکز نے ان کا
ہی نام لے میں اور آج قسب دیکھ انھیں کے انھوں میں، انھیں کے
سہارے اور انھیں کے اشارے پر چلتا ہے اور دنیا کا سب سے طاقتور
حک مہر کہ کلام سیاست و معیشت تو جیسے ان کی لوطی ہے یا
برقانی۔ خدادادی دودھ پلانے والے، نیچے، تیز چلنے والے یا بے سے بڑا
اشارہ، امریکی معیشت پر قابض، ڈی بی ڈی کیپٹانوں میں یا سیاست و
حکومت کی ہر چٹانوں پر مسلط یا ایسی ساز و سازش، ہر جگہ انھیں کا گام
ہے اور ہر مقام پر انھیں کا اثر اور سب سے بڑی طاقتور رہا ہے، انھیں کے
قواس کے چادر سے لپٹی دنیا کی کھرا بھوئی رہ مٹھی ہے آپ اگر گام
اٹھانے کی ذمت کریں تو دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ارد گرد، پاس دروہ
آگے پیچھے ان کی کرشمہ سازوں کی جلوہ نما کیاں ہیں۔

دوسری طرف مسلمان ہیں، مسلمان مقتدرانہ دنیا پر حکومت کی،
تمام علوم دنیا خلق کر کے، ساری طاقتوں کو کھست دے دی، ساری
سازشوں کو کام کر دیا تو تمام برائیاں پر انھیں پر چل گئے۔ چلتے یہ بات
تھوڑی ہی پائی ہوگی، لیکن اب بھی کیا کہ ہے؟ انھیں سے زیادہ سادہ، سادہ
ایک ادب سے جھڑپاؤ، دیکھنا سے روابط تک پہنچاؤ، جیل اور
معدنیات کے قصہ و ذکر کو دیکھنا چاہنا جیل جیل جیل جیل جیل جیل جیل جیل
پہنچاؤ بھی سادہ دنیا۔ پھر بھی قصور، پھر بھی محدود۔ سادہ رکھ کے بھی
پھر بھی اور حکومت رکھ کے بھی اور پھر، چند جیل چل کر بھی شناخت کی کھجور
سے مرگے ان اور انھوں کو کچا کر کے اس سب سے بھی کے چھلے۔ قراء چہ
کے بھی ناخداہ اور ناخداہ اور ناخداہ اور ناخداہ کے بھی اپنی کے نہیں۔

ہم یہودیوں کو یہودیوں کا دشمن ہو کر لیاں۔ یہودیوں کے
اور یہودیہ عالم اسلام میں کیاں طور پر عالم ہے، یہودیہ مسلمانوں کو
ان سے ان یہودی حق سے باز رکھنا ہیں اور نہ یہ کہ یہودی دنیا میں
یہودیوں کی سازشوں کے سبب پچھلے اوقات اور اندیشہ گری کا دفاع کرنا
ہے، لیکن کیا ہم نے بھی غلطی نہ کی ہے اس لیے کہ ہمارے میں بھی
سوچ بھی ہے کہ یہودی قوم کو یہودیوں کا یہودیہ اور یہودیہ اور یہودیہ
اور اپنے ہر دہائیوں کی عقل سے لپے۔ اسے ہڑنے سے متحمل کر رہی
ہے، اور انھیں ان کے سامنے اتنا صفحہ کھلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ دنیا
میں ان کی آبادی اتنی ہی ہے جتنی ہمارے میں ہے، مگر میں دیکھنے والے
باوجود ان کی، لیکن جی جی ہے کہ بڑا دل، مجبوروں کے گھر کے لیے ایک
چودا کھلی رہتا ہے، مسلمانوں کی حالت مجبوروں کے گھر سے بہت ملتی
جھلتی ہے، پھر ناگہان، چل پڑے۔ سوچنا، دیکھنا اور داس کی
صداقت پیدا کی۔ یہودیوں کا دنیا کی نسب انھیں کے حالات سے کافی، وہ
ماضی کی کھجور سادہ سے کھلی ہے، یہودیہ اور یہودیہ کا یہودیہ اور
میں کھجور کہ یہودیہ کی کھجور دین کا حق ہو گیا۔

یہودیہ دیکھیں اور تھوڑی ذراست کر کے تاریخ کے عوامی پیش تو
پانچ لے کہ یہودیوں کے حالات ہمیشہ ثابت رہے ہیں۔ ہمیشہ
حلف تو میں اور خاص طور سے اہل مغرب کے نکالنے پر رہے۔ نکالنے
پر مسلمان بھی تھے، لیکن انھیں نے ان تمام مسئلوں کو گام کاہرہ ثابت کر دیا۔
یہ ضرورت تھی کہ میں اور یہودیہ طور پر مسلمانوں سے زیادہ یہودیوں کو
میں اور اس سب میں اور انھوں میں میں نے زیادہ ایک لفظی مشابہت
میں پائی جاتی ہے اور وہ ہے انھیں کو یہودیہ یا احساس خطر۔
میں نے سوچنے کی ضرورت ہے۔ اس فرق کو کھٹے، تجویز
کر کے، یہودیہ لینے اور اہل ملی کی کھجوریں اور ان کے ہوا کی
ضرورت ہے۔ بہت سارے حالات اٹھانے اور ان کے جوابات
اٹھانے کی ضرورت ہے اور وقت کے ان اہم ضرورتوں کے ساتھ
بہت اہم ضرورت ہے ان پر کھڑے اور کھڑے کر کے۔

[illegible]

جس نے سب نے اٹھائی تھی وہ دھڑکی، پاکی و صفائی کو دینے کی سہاس
 لیا۔ اسی کے بعد کار، علاقائی، گمنامی، عورت، پاکی کے مسئلے میں، جو
 رولوں کی خصوصیت ہے اور ہر بات پر مثال پر آمادہ ہیں، جس نے سب نے
 ایام و فرحات کے طوفان کو گزر کر، اپنی کے اپنے راستے والے سہولت پر
 فرحات کے متعلق ہیں۔ جس نے ملحقہ سوں کو ایک ہیجان دہی دہی
 آج اپنی شاشت کے بلڈ ہے۔ بچہ انساب جن کا تصور تھا وہ اپنی
 جہان کی کے لئے تو دوروں کو گنایاں دے کے ملحقہ سوں کو جانتے ہیں
 بیکار سے ملحقہ سوں کی یعنی خدا پر آمادہ دھر کر اپنی دھڑکیوں سے
 بیکار سے ملحقہ سوں کو جانتے ہیں۔

ان سب پرالمیہ پر کوئی چارے والے کی بجائے سے اڑا رہی

[illegible]

ہو صرف اس لیے کہ یہ غیر منصفی جانے بھی ہے لیکن تصور اس سے جو حقیقی نہیں اس کی جگہ دیکھ کر یہ سمجھا کہ میں نے ابھی ابھی عرض کیا کہ دونوں قومیں احساس فطر کا بخیر جیسا لیکن دونوں کا رائل علق ہے۔ مابعد کا رد عمل کا سامانی کی کو نچا جیسا کہ ہے یا تا کہ وہ دوسرے کا بچنے سے بڑے ہمارے میں، لیکن ایک افسانہ کو کہتا ہے کہ دوسرا صرف اس کا دور کا ہے لیکن عیلاً لفظوں پر عمل کرتا ہے۔ خود ہمارے کے بعد کا ہے وہ تو کل سے اس کی تصور کرتا ہے جس میں اوریت عمل کو لیتا ہے، جبہ دلائی کو اور جب کا تصور عمل جیم داراؤں اس میں سے بچنے سے دونوں کے کرداروں پر کشاں مارنے کو تو کل کو بچنے سے اپنی بے عملی، بدی، جہالت، احمق، خود فقر غریب ہے، فقی اور داراؤں، عرض کرنا ہی قابل اور داراؤں کی شہیت گردانے کی شہادت کے تو کل میں حضور اچھا ہے مسلمان! تو قرآن کی اس آیت کا کیا ہوگا، جس کا یہ طعنہ اچھا ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت میں بدلی
 نہ ہو جس کو خیال آپ انی حالت کے بدلنے کا

سیدنا غوث اعظمؒ کی تاریخ ولادت و وفات سیدنا غوث اعظمؒ کی حیاتِ نبویؐ کی تذکرہ نگار

تیسری اور آخری قسط

دستاویزات اور شاہی فرامین

● اکثر صاحب نے خود قادیان ہے کہ یہ فیصلہ یا غم ہائے کس

طرح کے ہیں

(۱) آستانے سے متعلق زمین کے بارے میں باشندگان ناگور اور آستانے کے لوگوں میں کوئی تنازع ہو، معاملہ کورٹ، کیجری تک پہنچا رہیں کا فیصلہ آستانے والوں کے حق میں ہوا۔

(۲) آستانے سے متعلق پورے قلعہ اور نذر دیوار کے سلیطے میں سپہ سالار ہوئی، معاملہ کیجری یا شاد پور تک پہنچا، فیصلہ آستانے والوں کے حق میں ہوا۔

(۳) آستانے کی آرامش کا شرعہ فیہر اور رقبہ کیا ہے؟ ناگور کی کیجری سے شرعہ کی شکل کے کراس یا ٹکس شامل کتاب کیا ہے۔

(۴) امتحان گزٹ میں آستانہ سے ناگور اور ناگور کا نام درج ہے یا نہ کیا گئی ٹکس فوارات میں شامل ہے۔ ————— ناگور صاحب نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ ہمارے دستاویزات اور فرامین ان کو درج ہوئے ہیں یا گور سے حاصل ہوئے، اصل درج محفوظ ہے۔

(چار شاخ اول ص ۳۹ ص ۴۴)

اب باخبرین خود کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی زمین یا جائیداد سے متعلق اپنی ملکیت یا کسی وقت سے متعلق اپنی قریب کا دعویٰ رکھتا ہے اور شہادت یا قانونی کاغذات کے ذریعہ حکام کے نزدیک اپنے دعوے کا حق ہونا ثابت کر لے جاتا ہے تو فیصلہ ہی کے حق میں ہوگا۔ اگر کوئی دوسرا اس پر دعویٰ کرے یا اپنے جائیداد یا ملک یا حق میں پر مدعا اٹھاتا کرے۔ یا کوئی بھی فرد انصاف کے قریب سے حکومت کی فہم و دلی ہوئی ہے کہ اس کا کہہ دینا کرے اور اسے دے کہ حکومت کے اوپر صرف اپنی تحقیق کی ذمہ داری ہے کہ زمین کا اصل یا کس طرحی دوا رسدائوں ہے؟ یہ تحقیق کہہ کر زمین کی آستانے کی ہے تو صاحب آستانہ کون ہے؟ ان کا نام کیا ہے؟ نسب کیا ہے؟ آباد ہوا کہاں کے تھے؟ اگر بعد کے تھے تو ان کے والدین ان کے صورت اعلیٰ کون تھے؟ پھر ان کے یہادت کب ہو کر پھڑ کر یہاں آئے؟ کس کے ساتھ آئے؟ کون آیا؟

میں ان دستاویزات کو قابل اعتبار نہیں سمجھتا تھا لیکن ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی کے حالیہ مضمون سے اندازہ ہوا کہ ان کی نظر میں سب سے زیادہ اہمیت انھیں دستاویزوں کی ہے۔ لیکن ان کے نزدیک یہ کورٹ، کیجری اور شاہی درباروں کے شہادتیں نہیں بلکہ آسمان سے نازل شدہ جتنے بھی دہہ گئے ہیں

”بندوستان میں سلسلہ قادریہ کے اولین مبلغ کوئی دوسرا نہیں خود ہانی سلسلہ قادریہ سیدنا شیخ عبد اللہ غوث چیلانی کے فرزند اور بندہ قلب اللہ سیدنا سیف الدین عبد اللہ باب چیلانی ہیں۔ جو سلطان اللہ خواجہ فریب نواز کے ساتھ بندوستان تخریب لائے اور گاہ بنائے پورا گورنمنٹ میں آج وہاں باب ہیں۔ اسلم نے اپنے وقت کی تانبہ میں عام معصیتوں کی طرح کتاؤں کے کتاؤں کو بھی کافی نہیں سمجھا ہے۔ بلکہ اپنے وقت کی تانبہ میں ”دروازوں و دستاویزات و فرامین“ بھی منظور نہ ہونے کیے ہیں۔ (اصل دست کی آواز دیکھو ۱-۱۲ ص ۱۲۸) (تذکرہ اکتوبر ۱۹۹۷ ص ۳۳۹-۳۴۰)“

بندوستان میں سلسلہ قادریہ کا اولین مبلغ کون ہے؟ وقت یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ سیدنا عبد اللہ باب کی آمد ہندو گھم قریب اعظم بزرگ اللہ خواجہ فریب نواز اور درمیان ناگور ثابت کرنے کے لیے سرکارِ مسلم کی طرف سے ۱۹۰۷ء قمری شہادتیں انصاف اور تہذیبی کا حکام آپ نے، کچھ لیا۔ سیدنا خواجہ ابوبکر کی فرست اعظم سے ۵۸۰ھ میں ملاقات اور ایک مکان کے لیے سیدنا عبد اللہ باب کی صحبت بھر سحر بندہ اور سارے گورنمنٹ کا رہائی طلبہ از پام ہو چکا۔ مزید کہ کتب ضروری تھیں۔ لیکن ہمارے ڈاکٹر صاحب کہیں کے کہ ”اصل صاحب“ کو تو آپ نے ہندوئی شہادتیں دستاویزوں کو گورنمنٹ سے آپ کو کچھ نہیں آجائے گا کہ سیدنا عبد اللہ باب کا گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ آج کے دیکھیں ان دستاویزوں میں کیا ہے؟

کا بھی اہل ذہانت و بہت دشوار ہے۔

لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ گروہ دار گروہ کے نزاعات سے متعلق بعضی وجہ چاہی، اگر صاحب نے فطرت کی جی (دیکھیں ص ۳۳۳ تا ۳۳۸) ان میں سے کسی میں سید عبدالوہاب بیگانی کا ان کی جانب منسوب منظر سے بارود سے دار گروہ کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ نہ اس مسئلے میں اس نام سے دار گروہ کا ذکر ہے۔ نہ کسی فیصلے میں نہ آجکی سیام سے۔ اگر کہیں ذکر ہے سید عبدالوہاب بیگانی کا جو راجہ غوث اعظم کے چچے اٹوٹی پشت میں تھے۔ اور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے اہل دار گروہ میں ان کا مدفن "اوجہ" (واقعہ حال پاکستان) میں بنایا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ

اوجہ میں نے پہلے جان کیا کہ رنگ منسوب بہاؤں بزرگ کی کسی زبان پر کسی غیر کے ساتھ اس کا استعمال کیا۔ حاکم کو معلوم ہوا کہ وہ اس غیر کو اس زمین پر مل رہا تھا کچل گئے۔ اس نے مسئلہ کے تحت میں فیصلہ اطران بنادی کی اور اس غیر کو کچل کر غوث کے نام سے صادر کیا۔ پھر اس سے بہت عرصہ پہلے دار گروہ کا اعتبار جب ان بزرگ باہنٹل گئے۔ یہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کی نظر میں اس زمین پر اس غیر کا قبضہ تھا اس لیے اس نے اسے بنانے کا حکم جاری کیا۔

قاضی ان و ساداتوں میں دار گروہ بارود منسوب بہ سید عبدالوہاب بیگانی نہ اس مسئلے میں لکھا گیا نہ باہنٹل حاکم سے میں نہ کسی حاکم کے فیصلے میں۔ نہ کسی بادشاہ کے فرمان میں۔ تو ان و ساداتوں کو اگر صاحب نے ناگہ میں سید عبدالوہاب بیگانی کا مدفن ہونے کے ثبوت میں کیسے پیش کیا؟ تقریباً چالیس صفحات سید کے مدافعین کو ایک خلاف واقع اور غیر مستند چارہ کار کے تحت ان کا مفاد اور مفہوم کیا تھا؟ یہی ہے کہ نزاعات میں سید عبدالوہاب بیگانی درج ہوتا تو بھی یہ غوث نہ بننا۔ مگر جب ان کے نام کا کہیں اور درج بھی نہیں تو ثبوت کیسے ہو سکتا؟ یہ میں جوں ہی نہیں کہتا آپ ذرا تفصیل سے ان وجوہوں کا جائزہ لیں۔

صحابہ و اولیٰ علیہ السلام کا ذکر

اس ۳۳۳ میں دار گروہ میں بنی نان۔ ۱۳۷۱ھ میں ۱۹۵۰ء

یہ دار گروہ بنی نان کو ان۔ ۱۳۷۱ھ میں ۱۹۵۰ء

کیا ہے؟ کب اس زمین کو سکھایا؟ کب یہاں ان کا مدفن بنا؟ اس طرح کی حقیقت دفع خراج سے کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ واقعہ مندرجہ کے یہاں خود اطران ہی کے اور اس میں وہاں سب کرنے کا سبب بتا دیا گیا۔ اس بارے میں باہنٹل و ساداتوں کو یہ بتانا ہی سے مان لینے ہی میں اس لئے حکام کی نظر میں حکومت اور رعایا کے لیے عافیت ہے اور اس مسئلے کے کاغذات میں زمین یا آستانے کو جس نام سے کسی منسوب کر کے دفع خراج کی درخواست کی گئی ہوگی، فیصلے میں بھی زمین یا آستانے کا ذکر کیا نام سے آئے گا۔

اس طرح کے فیصلے کی وجہ سے اس کے مدفن کی تاریخی حقیقت کو واقف نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کی اس مسئلے سے واضح حاکم کے تاریخ کی یہاں میں حاکم یا بادشاہوں کی وسعت دہی ہے۔ بلکہ اگر کسی آستانے کو انجی شہرت اور رعایا کی مقبولیت حاصل ہوگی تو حکومت یا جی تک نامی کے لیے اس آستانہ کو اصل آستانہ کے ناموں میں نشان کی گئی ہوگی ہے اور اگر اس نام یا بادشاہ کو بادشاہان آستانہ کے تھے اور اس کی طرف سے متعلق آستانہ سے صاحب آستانہ سے عقیدت پیدا ہوگی تو وہ اور اندر تو لازم کی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ یہاں اور دیکھیں بھی وقت کر سکتا ہے لیکن ایسے حکام یا بادشاہوں کی حقیقت اور اور واقعہ کی تاریخی نزاع کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ یہی فیصلہ اس سے صاحب آستانہ کی عقیدت کا بیکہ اندازہ ہو سکتا ہے۔ بشرطے کہ وہ آستانہ میں محبت کی طرف منسوب ہے اس شخصیت کا وہاں ہونا مستند واقعہ اور شہادت و واقعات کی دنیا میں یہ شہد اور اور وہ اپنے حقیقی کوصاف و کلمات کے لحاظ سے قابل عقیدہ و تحریم سو سورتہ آستانہ کی حقیر سی سازش و کاوش کی ہے یا کوسا بی سے تیار ہوا کوئی تیار لکھ نہیں کیا جا سکتا۔

جواب تو ان ہی سطروں سے ساری و ساداتوں کا ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان و ساداتوں میں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آستانے سے متعلق یا بادشاہ زمین پر کسی نے یہاں باہنٹل اقتدار کر لی اور ایک دھاتی نے استاذ کا تو حاکم یا بادشاہ نے ناہان کو کچل کر غوث کے نام جاری کیا۔

● ان و ساداتوں میں سے کسی کی نگاہ یہ ہے کہ سید عبدالوہاب بیگانی کا نام حاشیہ پر لکھا ہوا ہے اور زمین میں یہاں نام ہونا چاہیے وہاں جگہ بنانی ہے۔ کیا یہاں اس کا یہ خود مطلب ہے۔ اگر اسے مانے تو کس ہی ہے اور اس میں ماننے کا تو اس کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد حقیقت

۱۲۳۵ھ - ۱۲۶۵ھ - میراں خان لڑائی کی لڑائی سے جو حبیب علی عالمگیر سلطان اورنگ زیب چاہری جواس کا بیٹا تھا اس کا بیٹا تھا اور ان کے بیٹے سید عبدالوہاب کی قبروں کے چھپے ایک چننے کوں اور ۱۰۰ کڑیوں ۸۰ کڑیوں میں ایک سو بیسے تھے تاکہ سب کو خیرینہ نصیب کرنا چاہتے ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ جسے اس پر بیانی سے کات دانی جائے۔ یہ فرمان ۲۶ محرم کا ہے۔ ۱۲۶۵ھ میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھایے تو ۱۱۱۰ھ کا ۱۰ اکڑ صاحب نے انھیں کھانے پر عالمگیر کے عہد حکومت ۱۱۰۶ھ - ۱۱۱۸ھ میں اسی وقت تک۔

۱۲۶۵ھ - ۱۲۶۷ھ - اس میں دہلی کا خیرینہ کافران ہے کہ یہ سو بیسے دہلی و خیرینہ و خیرینہ کے بیٹے نے اس وقت تک کہا کہ میراں خان کے چار بیٹوں کی اصلاح و مرست کرنا چاہتے ہیں مگر ہر ایک کو ایک حرام میں حکم ہے کہ مرست کرنے والوں کو دکان مانے۔ آخر ۱۲۶۷ھ میں ۱۱۱۰ھ - ۱۱۱۸ھ صاحب نے ذرا مرست ۲۰۰ لے کر ۲۶ھ میں انھیں کیا ہے لیکن اس پر جو مرست ہے وہ ۱۱۱۰ھ کی فنی ہوئی ہے تو مسلمانوں کے بعد کسی حد تک اور۔

۱۲۶۷ھ - ۱۲۶۸ھ - سید عبدالوہاب جیلانی کے بیٹے داغ ہوئی اور کوں دہلی جلا کے ذرا تصرف پر قرار رکھے سے ملحق حکومت صوبہ اندھرا کافران ہے۔ مگر وہ ۱۲۶۷ھ - ۱۲۶۸ھ۔

۱۲۶۸ھ - ۱۲۶۹ھ - اسی کوئی دہلی و خیرینہ کے بیٹے سلطان عالمگیر کافران سے۔ ۱۲۶۸ھ - ۱۲۶۹ھ صاحب الجہ ۱۲۶۸ھ۔

۱۲۶۹ھ - ۱۲۷۰ھ - ۱۲۷۱ھ - ۱۲۷۲ھ - اس میں پندرہ سید مصطفیٰ کبر و سید عبدالوہاب جیلانی پر گناہ کرنے بیان کیا کہ وہ سید عبدالوہاب جیلانی سے حاصل جامع مسجد کی امامت لانا کہ قریب سے خاندان ورف کے ہر وحی سناہ دانی ایک شخص نے امامت اور گوارا اپنے حق میں کرنا اور ساری امامت و خاندان کے بدلے دل کرنا۔ حکم ہے کہ تحقیق کے بعد ہر کاردار ہر سید حق دارا جائے۔ مگر ۱۲۷۱ھ - ۱۲۷۲ھ۔

اسی جامع مسجد کی امامت سے مصطفیٰ خواجہ ناو خاں کا ایک پڑا خاں نے لے لیا کہ اس کے پڑا خاں کا ۱۲۷۰ھ میں ہے۔

۱۲۷۰ھ - ۱۲۷۱ھ - ۱۲۷۲ھ - ۱۲۷۳ھ - ۱۲۷۴ھ - سید عبدالوہاب جیلانی کی وفات فرم ہے۔ ۱۲۷۱ھ میں اور گوارا سید عبدالوہاب جیلانی کے کھانے کا ایک گوارا دے گا کہ وہ کرے گا کہ ہے۔

۱۲۷۵ھ - ۱۲۷۶ھ - خیرینہ و خیرینہ ۱۲۷۵ھ - ۱۲۷۶ھ - جو ہر سال کا قریب و بعد تار سے کہ وہ سید عبدالوہاب جیلانی کے قریب ایک چھتہ زمین گھر ہے کہ وہ ہے۔ صاحب سید حامد کا مقامی اور گوارا زمین کے زوال اور۔

۱۲۷۶ھ - ۱۲۷۷ھ - ۱۲۷۸ھ - ۱۲۷۹ھ - ۱۲۸۰ھ - ۱۲۸۱ھ - ۱۲۸۲ھ - ۱۲۸۳ھ - ۱۲۸۴ھ - ۱۲۸۵ھ - ۱۲۸۶ھ - ۱۲۸۷ھ - ۱۲۸۸ھ - ۱۲۸۹ھ - ۱۲۹۰ھ - ۱۲۹۱ھ - ۱۲۹۲ھ - ۱۲۹۳ھ - ۱۲۹۴ھ - ۱۲۹۵ھ - ۱۲۹۶ھ - ۱۲۹۷ھ - ۱۲۹۸ھ - ۱۲۹۹ھ - ۱۳۰۰ھ - ۱۳۰۱ھ - ۱۳۰۲ھ - ۱۳۰۳ھ - ۱۳۰۴ھ - ۱۳۰۵ھ - ۱۳۰۶ھ - ۱۳۰۷ھ - ۱۳۰۸ھ - ۱۳۰۹ھ - ۱۳۱۰ھ - ۱۳۱۱ھ - ۱۳۱۲ھ - ۱۳۱۳ھ - ۱۳۱۴ھ - ۱۳۱۵ھ - ۱۳۱۶ھ - ۱۳۱۷ھ - ۱۳۱۸ھ - ۱۳۱۹ھ - ۱۳۲۰ھ - ۱۳۲۱ھ - ۱۳۲۲ھ - ۱۳۲۳ھ - ۱۳۲۴ھ - ۱۳۲۵ھ - ۱۳۲۶ھ - ۱۳۲۷ھ - ۱۳۲۸ھ - ۱۳۲۹ھ - ۱۳۳۰ھ - ۱۳۳۱ھ - ۱۳۳۲ھ - ۱۳۳۳ھ - ۱۳۳۴ھ - ۱۳۳۵ھ - ۱۳۳۶ھ - ۱۳۳۷ھ - ۱۳۳۸ھ - ۱۳۳۹ھ - ۱۳۴۰ھ - ۱۳۴۱ھ - ۱۳۴۲ھ - ۱۳۴۳ھ - ۱۳۴۴ھ - ۱۳۴۵ھ - ۱۳۴۶ھ - ۱۳۴۷ھ - ۱۳۴۸ھ - ۱۳۴۹ھ - ۱۳۵۰ھ - ۱۳۵۱ھ - ۱۳۵۲ھ - ۱۳۵۳ھ - ۱۳۵۴ھ - ۱۳۵۵ھ - ۱۳۵۶ھ - ۱۳۵۷ھ - ۱۳۵۸ھ - ۱۳۵۹ھ - ۱۳۶۰ھ - ۱۳۶۱ھ - ۱۳۶۲ھ - ۱۳۶۳ھ - ۱۳۶۴ھ - ۱۳۶۵ھ - ۱۳۶۶ھ - ۱۳۶۷ھ - ۱۳۶۸ھ - ۱۳۶۹ھ - ۱۳۷۰ھ - ۱۳۷۱ھ - ۱۳۷۲ھ - ۱۳۷۳ھ - ۱۳۷۴ھ - ۱۳۷۵ھ - ۱۳۷۶ھ - ۱۳۷۷ھ - ۱۳۷۸ھ - ۱۳۷۹ھ - ۱۳۸۰ھ - ۱۳۸۱ھ - ۱۳۸۲ھ - ۱۳۸۳ھ - ۱۳۸۴ھ - ۱۳۸۵ھ - ۱۳۸۶ھ - ۱۳۸۷ھ - ۱۳۸۸ھ - ۱۳۸۹ھ - ۱۳۹۰ھ - ۱۳۹۱ھ - ۱۳۹۲ھ - ۱۳۹۳ھ - ۱۳۹۴ھ - ۱۳۹۵ھ - ۱۳۹۶ھ - ۱۳۹۷ھ - ۱۳۹۸ھ - ۱۳۹۹ھ - ۱۴۰۰ھ - ۱۴۰۱ھ - ۱۴۰۲ھ - ۱۴۰۳ھ - ۱۴۰۴ھ - ۱۴۰۵ھ - ۱۴۰۶ھ - ۱۴۰۷ھ - ۱۴۰۸ھ - ۱۴۰۹ھ - ۱۴۱۰ھ - ۱۴۱۱ھ - ۱۴۱۲ھ - ۱۴۱۳ھ - ۱۴۱۴ھ - ۱۴۱۵ھ - ۱۴۱۶ھ - ۱۴۱۷ھ - ۱۴۱۸ھ - ۱۴۱۹ھ - ۱۴۲۰ھ - ۱۴۲۱ھ - ۱۴۲۲ھ - ۱۴۲۳ھ - ۱۴۲۴ھ - ۱۴۲۵ھ - ۱۴۲۶ھ - ۱۴۲۷ھ - ۱۴۲۸ھ - ۱۴۲۹ھ - ۱۴۳۰ھ - ۱۴۳۱ھ - ۱۴۳۲ھ - ۱۴۳۳ھ - ۱۴۳۴ھ - ۱۴۳۵ھ - ۱۴۳۶ھ - ۱۴۳۷ھ - ۱۴۳۸ھ - ۱۴۳۹ھ - ۱۴۴۰ھ - ۱۴۴۱ھ - ۱۴۴۲ھ - ۱۴۴۳ھ - ۱۴۴۴ھ - ۱۴۴۵ھ - ۱۴۴۶ھ - ۱۴۴۷ھ - ۱۴۴۸ھ - ۱۴۴۹ھ - ۱۴۵۰ھ - ۱۴۵۱ھ - ۱۴۵۲ھ - ۱۴۵۳ھ - ۱۴۵۴ھ - ۱۴۵۵ھ - ۱۴۵۶ھ - ۱۴۵۷ھ - ۱۴۵۸ھ - ۱۴۵۹ھ - ۱۴۶۰ھ - ۱۴۶۱ھ - ۱۴۶۲ھ - ۱۴۶۳ھ - ۱۴۶۴ھ - ۱۴۶۵ھ - ۱۴۶۶ھ - ۱۴۶۷ھ - ۱۴۶۸ھ - ۱۴۶۹ھ - ۱۴۷۰ھ - ۱۴۷۱ھ - ۱۴۷۲ھ - ۱۴۷۳ھ - ۱۴۷۴ھ - ۱۴۷۵ھ - ۱۴۷۶ھ - ۱۴۷۷ھ - ۱۴۷۸ھ - ۱۴۷۹ھ - ۱۴۸۰ھ - ۱۴۸۱ھ - ۱۴۸۲ھ - ۱۴۸۳ھ - ۱۴۸۴ھ - ۱۴۸۵ھ - ۱۴۸۶ھ - ۱۴۸۷ھ - ۱۴۸۸ھ - ۱۴۸۹ھ - ۱۴۹۰ھ - ۱۴۹۱ھ - ۱۴۹۲ھ - ۱۴۹۳ھ - ۱۴۹۴ھ - ۱۴۹۵ھ - ۱۴۹۶ھ - ۱۴۹۷ھ - ۱۴۹۸ھ - ۱۴۹۹ھ - ۱۵۰۰ھ - ۱۵۰۱ھ - ۱۵۰۲ھ - ۱۵۰۳ھ - ۱۵۰۴ھ - ۱۵۰۵ھ - ۱۵۰۶ھ - ۱۵۰۷ھ - ۱۵۰۸ھ - ۱۵۰۹ھ - ۱۵۱۰ھ - ۱۵۱۱ھ - ۱۵۱۲ھ - ۱۵۱۳ھ - ۱۵۱۴ھ - ۱۵۱۵ھ - ۱۵۱۶ھ - ۱۵۱۷ھ - ۱۵۱۸ھ - ۱۵۱۹ھ - ۱۵۲۰ھ - ۱۵۲۱ھ - ۱۵۲۲ھ - ۱۵۲۳ھ - ۱۵۲۴ھ - ۱۵۲۵ھ - ۱۵۲۶ھ - ۱۵۲۷ھ - ۱۵۲۸ھ - ۱۵۲۹ھ - ۱۵۳۰ھ - ۱۵۳۱ھ - ۱۵۳۲ھ - ۱۵۳۳ھ - ۱۵۳۴ھ - ۱۵۳۵ھ - ۱۵۳۶ھ - ۱۵۳۷ھ - ۱۵۳۸ھ - ۱۵۳۹ھ - ۱۵۴۰ھ - ۱۵۴۱ھ - ۱۵۴۲ھ - ۱۵۴۳ھ - ۱۵۴۴ھ - ۱۵۴۵ھ - ۱۵۴۶ھ - ۱۵۴۷ھ - ۱۵۴۸ھ - ۱۵۴۹ھ - ۱۵۵۰ھ - ۱۵۵۱ھ - ۱۵۵۲ھ - ۱۵۵۳ھ - ۱۵۵۴ھ - ۱۵۵۵ھ - ۱۵۵۶ھ - ۱۵۵۷ھ - ۱۵۵۸ھ - ۱۵۵۹ھ - ۱۵۶۰ھ - ۱۵۶۱ھ - ۱۵۶۲ھ - ۱۵۶۳ھ - ۱۵۶۴ھ - ۱۵۶۵ھ - ۱۵۶۶ھ - ۱۵۶۷ھ - ۱۵۶۸ھ - ۱۵۶۹ھ - ۱۵۷۰ھ - ۱۵۷۱ھ - ۱۵۷۲ھ - ۱۵۷۳ھ - ۱۵۷۴ھ - ۱۵۷۵ھ - ۱۵۷۶ھ - ۱۵۷۷ھ - ۱۵۷۸ھ - ۱۵۷۹ھ - ۱۵۸۰ھ - ۱۵۸۱ھ - ۱۵۸۲ھ - ۱۵۸۳ھ - ۱۵۸۴ھ - ۱۵۸۵ھ - ۱۵۸۶ھ - ۱۵۸۷ھ - ۱۵۸۸ھ - ۱۵۸۹ھ - ۱۵۹۰ھ - ۱۵۹۱ھ - ۱۵۹۲ھ - ۱۵۹۳ھ - ۱۵۹۴ھ - ۱۵۹۵ھ - ۱۵۹۶ھ - ۱۵۹۷ھ - ۱۵۹۸ھ - ۱۵۹۹ھ - ۱۶۰۰ھ - ۱۶۰۱ھ - ۱۶۰۲ھ - ۱۶۰۳ھ - ۱۶۰۴ھ - ۱۶۰۵ھ - ۱۶۰۶ھ - ۱۶۰۷ھ - ۱۶۰۸ھ - ۱۶۰۹ھ - ۱۶۱۰ھ - ۱۶۱۱ھ - ۱۶۱۲ھ - ۱۶۱۳ھ - ۱۶۱۴ھ - ۱۶۱۵ھ - ۱۶۱۶ھ - ۱۶۱۷ھ - ۱۶۱۸ھ - ۱۶۱۹ھ - ۱۶۲۰ھ - ۱۶۲۱ھ - ۱۶۲۲ھ - ۱۶۲۳ھ - ۱۶۲۴ھ - ۱۶۲۵ھ - ۱۶۲۶ھ - ۱۶۲۷ھ - ۱۶۲۸ھ - ۱۶۲۹ھ - ۱۶۳۰ھ - ۱۶۳۱ھ - ۱۶۳۲ھ - ۱۶۳۳ھ - ۱۶۳۴ھ - ۱۶۳۵ھ - ۱۶۳۶ھ - ۱۶۳۷ھ - ۱۶۳۸ھ - ۱۶۳۹ھ - ۱۶۴۰ھ - ۱۶۴۱ھ - ۱۶۴۲ھ - ۱۶۴۳ھ - ۱۶۴۴ھ - ۱۶۴۵ھ - ۱۶۴۶ھ - ۱۶۴۷ھ - ۱۶۴۸ھ - ۱۶۴۹ھ - ۱۶۵۰ھ - ۱۶۵۱ھ - ۱۶۵۲ھ - ۱۶۵۳ھ - ۱۶۵۴ھ - ۱۶۵۵ھ - ۱۶۵۶ھ - ۱۶۵۷ھ - ۱۶۵۸ھ - ۱۶۵۹ھ - ۱۶۶۰ھ - ۱۶۶۱ھ - ۱۶۶۲ھ - ۱۶۶۳ھ - ۱۶۶۴ھ - ۱۶۶۵ھ - ۱۶۶۶ھ - ۱۶۶۷ھ - ۱۶۶۸ھ - ۱۶۶۹ھ - ۱۶۷۰ھ - ۱۶۷۱ھ - ۱۶۷۲ھ - ۱۶۷۳ھ - ۱۶۷۴ھ - ۱۶۷۵ھ - ۱۶۷۶ھ - ۱۶۷۷ھ - ۱۶۷۸ھ - ۱۶۷۹ھ - ۱۶۸۰ھ - ۱۶۸۱ھ - ۱۶۸۲ھ - ۱۶۸۳ھ - ۱۶۸۴ھ - ۱۶۸۵ھ - ۱۶۸۶ھ - ۱۶۸۷ھ - ۱۶۸۸ھ - ۱۶۸۹ھ - ۱۶۹۰ھ - ۱۶۹۱ھ - ۱۶۹۲ھ - ۱۶۹۳ھ - ۱۶۹۴ھ - ۱۶۹۵ھ - ۱۶۹۶ھ - ۱۶۹۷ھ - ۱۶۹۸ھ - ۱۶۹۹ھ - ۱۷۰۰ھ - ۱۷۰۱ھ - ۱۷۰۲ھ - ۱۷۰۳ھ - ۱۷۰۴ھ - ۱۷۰۵ھ - ۱۷۰۶ھ - ۱۷۰۷ھ - ۱۷۰۸ھ - ۱۷۰۹ھ - ۱۷۱۰ھ - ۱۷۱۱ھ - ۱۷۱۲ھ - ۱۷۱۳ھ - ۱۷۱۴ھ - ۱۷۱۵ھ - ۱۷۱۶ھ - ۱۷۱۷ھ - ۱۷۱۸ھ - ۱۷۱۹ھ - ۱۷۲۰ھ - ۱۷۲۱ھ - ۱۷۲۲ھ - ۱۷۲۳ھ - ۱۷۲۴ھ - ۱۷۲۵ھ - ۱۷۲۶ھ - ۱۷۲۷ھ - ۱۷۲۸ھ - ۱۷۲۹ھ - ۱۷۳۰ھ - ۱۷۳۱ھ - ۱۷۳۲ھ - ۱۷۳۳ھ - ۱۷۳۴ھ - ۱۷۳۵ھ - ۱۷۳۶ھ - ۱۷۳۷ھ - ۱۷۳۸ھ - ۱۷۳۹ھ - ۱۷۴۰ھ - ۱۷۴۱ھ - ۱۷۴۲ھ - ۱۷۴۳ھ - ۱۷۴۴ھ - ۱۷۴۵ھ - ۱۷۴۶ھ - ۱۷۴۷ھ - ۱۷۴۸ھ - ۱۷۴۹ھ - ۱۷۵۰ھ - ۱۷۵۱ھ - ۱۷۵۲ھ - ۱۷۵۳ھ - ۱۷۵۴ھ - ۱۷۵۵ھ - ۱۷۵۶ھ - ۱۷۵۷ھ - ۱۷۵۸ھ - ۱۷۵۹ھ - ۱۷۶۰ھ - ۱۷۶۱ھ - ۱۷۶۲ھ - ۱۷۶۳ھ - ۱۷۶۴ھ - ۱۷۶۵ھ - ۱۷۶۶ھ - ۱۷۶۷ھ - ۱۷۶۸ھ - ۱۷۶۹ھ - ۱۷۷۰ھ - ۱۷۷۱ھ - ۱۷۷۲ھ - ۱۷۷۳ھ - ۱۷۷۴ھ - ۱۷۷۵ھ - ۱۷۷۶ھ - ۱۷۷۷ھ - ۱۷۷۸ھ - ۱۷۷۹ھ - ۱۷۸۰ھ - ۱۷۸۱ھ - ۱۷۸۲ھ - ۱۷۸۳ھ - ۱۷۸۴ھ - ۱۷۸۵ھ - ۱۷۸۶ھ - ۱۷۸۷ھ - ۱۷۸۸ھ - ۱۷۸۹ھ - ۱۷۹۰ھ - ۱۷۹۱ھ - ۱۷۹۲ھ - ۱۷۹۳ھ - ۱۷۹۴ھ - ۱۷۹۵ھ - ۱۷۹۶ھ - ۱۷۹۷ھ - ۱۷۹۸ھ - ۱۷۹۹ھ - ۱۸۰۰ھ - ۱۸۰۱ھ - ۱۸۰۲ھ - ۱۸۰۳ھ - ۱۸۰۴ھ - ۱۸۰۵ھ - ۱۸۰۶ھ - ۱۸۰۷ھ - ۱۸۰۸ھ - ۱۸۰۹ھ - ۱۸۱۰ھ - ۱۸۱۱ھ - ۱۸۱۲ھ - ۱۸۱۳ھ - ۱۸۱۴ھ - ۱۸۱۵ھ - ۱۸۱۶ھ - ۱۸۱۷ھ - ۱۸۱۸ھ - ۱۸۱۹ھ - ۱۸۲۰ھ - ۱۸۲۱ھ - ۱۸۲۲ھ - ۱۸۲۳ھ - ۱۸۲۴ھ - ۱۸۲۵ھ - ۱۸۲۶ھ - ۱۸۲۷ھ - ۱۸۲۸ھ - ۱۸۲۹ھ - ۱۸۳۰ھ - ۱۸۳۱ھ - ۱۸۳۲ھ - ۱۸۳۳ھ - ۱۸۳۴ھ - ۱۸۳۵ھ - ۱۸۳۶ھ - ۱۸۳۷ھ - ۱۸۳۸ھ - ۱۸۳۹ھ - ۱۸۴۰ھ - ۱۸۴۱ھ - ۱۸۴۲ھ - ۱۸۴۳ھ - ۱۸۴۴ھ - ۱۸۴۵ھ - ۱۸۴۶ھ - ۱۸۴۷ھ - ۱۸۴۸ھ - ۱۸۴۹ھ - ۱۸۵۰ھ - ۱۸۵۱ھ - ۱۸۵۲ھ - ۱۸۵۳ھ - ۱۸۵۴ھ - ۱۸۵۵ھ - ۱۸۵۶ھ - ۱۸۵۷ھ - ۱۸۵۸ھ - ۱۸۵۹ھ - ۱۸۶۰ھ - ۱۸۶۱ھ - ۱۸۶۲ھ - ۱۸۶۳ھ - ۱۸۶۴ھ - ۱۸۶۵ھ - ۱۸۶۶ھ - ۱۸۶۷ھ - ۱۸۶۸ھ - ۱۸۶۹ھ - ۱۸۷۰ھ - ۱۸۷۱ھ - ۱۸۷۲ھ - ۱۸۷۳ھ - ۱۸۷۴ھ - ۱۸۷۵ھ - ۱۸۷۶ھ - ۱۸۷۷ھ - ۱۸۷۸ھ - ۱۸۷۹ھ - ۱۸۸۰ھ - ۱۸۸۱ھ - ۱۸۸۲ھ - ۱۸۸۳ھ - ۱۸۸۴ھ - ۱۸۸۵ھ - ۱۸۸۶ھ - ۱۸۸۷ھ - ۱۸۸۸ھ - ۱۸۸۹ھ - ۱۸۹۰ھ - ۱۸۹۱ھ - ۱۸۹۲ھ - ۱۸۹۳ھ - ۱۸۹۴ھ - ۱۸۹۵ھ - ۱۸۹۶ھ - ۱۸۹۷ھ - ۱۸۹۸ھ - ۱۸۹۹ھ - ۱۹۰۰ھ - ۱۹۰۱ھ - ۱۹۰۲ھ - ۱۹۰۳ھ - ۱۹۰۴ھ - ۱۹۰۵ھ - ۱۹۰۶ھ - ۱۹۰۷ھ - ۱۹۰۸ھ - ۱۹۰۹ھ - ۱۹۱۰ھ - ۱۹۱۱ھ - ۱۹۱۲ھ - ۱۹۱۳ھ - ۱۹۱۴ھ - ۱۹۱۵ھ - ۱۹۱۶ھ - ۱۹۱۷ھ - ۱۹۱۸ھ - ۱۹۱۹ھ - ۱۹۲۰ھ - ۱۹۲۱ھ - ۱۹۲۲ھ - ۱۹۲۳ھ - ۱۹۲۴ھ - ۱۹۲۵ھ - ۱۹۲۶ھ - ۱۹۲۷ھ - ۱۹۲۸ھ - ۱۹۲۹ھ - ۱۹۳۰ھ - ۱۹۳۱ھ - ۱۹۳۲ھ - ۱۹۳۳ھ - ۱۹۳۴ھ - ۱۹۳۵ھ - ۱۹۳۶ھ - ۱۹۳۷ھ - ۱۹۳۸ھ - ۱۹۳۹ھ - ۱۹۴۰ھ - ۱۹۴۱ھ - ۱۹۴۲ھ - ۱۹۴۳ھ - ۱۹۴۴ھ - ۱۹۴۵ھ - ۱۹۴۶ھ - ۱۹۴۷ھ - ۱۹۴۸ھ - ۱۹۴۹ھ - ۱۹۵۰ھ - ۱۹۵۱ھ - ۱۹۵۲ھ - ۱۹۵۳ھ - ۱۹۵۴ھ - ۱۹۵۵ھ - ۱۹۵۶ھ - ۱۹۵۷ھ - ۱۹۵۸ھ - ۱۹۵۹ھ - ۱۹۶۰ھ - ۱۹۶۱ھ - ۱۹۶۲ھ - ۱۹۶۳ھ - ۱۹۶۴ھ - ۱۹۶۵ھ - ۱۹۶۶ھ - ۱۹۶۷ھ - ۱۹۶۸ھ - ۱۹۶۹ھ - ۱۹۷۰ھ - ۱۹۷۱ھ - ۱۹۷۲ھ - ۱۹۷۳ھ - ۱۹۷۴ھ - ۱۹۷۵ھ - ۱۹۷۶ھ - ۱۹۷۷ھ - ۱۹۷۸ھ - ۱۹۷۹ھ - ۱۹۸۰ھ - ۱۹۸۱ھ - ۱۹۸۲ھ - ۱۹۸۳ھ - ۱۹۸۴ھ - ۱۹۸۵ھ - ۱۹۸۶ھ - ۱۹۸۷ھ - ۱۹۸۸ھ - ۱۹۸۹ھ - ۱۹۹۰ھ - ۱۹۹۱ھ - ۱۹۹۲ھ - ۱۹۹۳ھ - ۱۹۹۴ھ - ۱۹۹۵ھ - ۱۹۹۶ھ - ۱۹۹۷ھ - ۱۹۹۸ھ - ۱۹۹۹ھ - ۲۰۰۰ھ - ۲۰۰۱ھ - ۲۰۰۲ھ - ۲۰۰۳ھ - ۲۰۰۴ھ - ۲۰۰۵ھ - ۲۰۰۶ھ - ۲۰۰۷ھ - ۲۰۰۸ھ - ۲۰۰۹ھ - ۲۰۱۰ھ - ۲۰۱۱ھ - ۲۰۱۲ھ - ۲۰۱۳ھ - ۲۰۱۴ھ - ۲۰۱۵ھ - ۲۰۱۶ھ - ۲۰۱۷ھ - ۲۰۱۸ھ - ۲۰۱۹ھ - ۲۰۲۰ھ - ۲۰۲۱ھ - ۲۰۲۲ھ - ۲۰۲۳ھ - ۲۰۲۴ھ - ۲۰۲۵ھ - ۲۰۲۶ھ - ۲۰۲۷ھ - ۲۰۲۸ھ - ۲۰۲۹ھ - ۲۰۳۰ھ - ۲۰۳۱ھ - ۲۰۳۲ھ - ۲۰۳۳ھ - ۲۰۳۴ھ - ۲۰۳۵ھ - ۲۰۳۶ھ - ۲۰۳۷ھ - ۲۰۳۸ھ - ۲۰۳۹ھ - ۲۰۴۰ھ - ۲۰۴۱ھ - ۲۰۴۲ھ - ۲۰۴۳ھ - ۲۰۴۴ھ - ۲۰۴۵ھ - ۲۰۴۶ھ - ۲۰۴۷ھ - ۲۰۴۸ھ - ۲۰۴۹ھ - ۲۰۵۰ھ - ۲۰۵۱ھ - ۲۰۵۲ھ - ۲۰۵۳ھ - ۲۰۵۴ھ - ۲۰۵۵ھ - ۲۰۵۶ھ - ۲۰۵۷ھ - ۲۰۵۸ھ - ۲۰۵۹ھ - ۲۰۶۰ھ - ۲۰۶۱ھ - ۲۰۶۲ھ - ۲۰۶۳ھ - ۲۰۶۴ھ - ۲۰۶۵ھ - ۲۰۶۶ھ - ۲۰۶۷ھ - ۲۰۶۸ھ - ۲۰۶۹ھ - ۲۰۷۰ھ - ۲۰۷۱ھ - ۲۰۷۲ھ - ۲۰۷۳ھ - ۲۰۷۴ھ - ۲۰۷۵ھ - ۲۰۷۶ھ - ۲۰۷۷ھ - ۲۰۷۸ھ - ۲۰۷۹ھ - ۲۰۸۰ھ - ۲۰۸۱ھ - ۲۰۸۲ھ - ۲۰۸۳ھ - ۲۰۸۴ھ - ۲۰۸۵ھ - ۲۰۸۶ھ - ۲۰۸۷ھ - ۲۰۸۸ھ - ۲۰۸۹ھ - ۲۰۹۰ھ - ۲۰۹۱ھ - ۲۰۹۲ھ - ۲۰۹۳ھ - ۲۰۹۴ھ - ۲۰۹۵ھ - ۲۰۹۶ھ - ۲۰۹۷ھ - ۲۰۹۸ھ - ۲۰۹۹ھ - ۲۱۰۰ھ - ۲۱۰۱ھ - ۲۱۰۲ھ - ۲۱۰۳ھ - ۲۱۰۴ھ - ۲۱۰۵ھ - ۲۱۰۶ھ - ۲۱۰۷ھ - ۲۱۰۸ھ - ۲۱۰۹ھ - ۲۱۱۰ھ - ۲۱۱۱ھ - ۲۱۱۲ھ - ۲۱۱۳ھ - ۲۱۱۴ھ - ۲۱۱۵ھ - ۲۱۱۶ھ - ۲۱۱۷ھ - ۲۱۱۸ھ - ۲۱۱۹ھ - ۲۱۲۰ھ - ۲۱۲۱ھ - ۲۱۲۲ھ - ۲۱۲۳ھ - ۲۱۲۴ھ - ۲۱۲۵ھ - ۲۱۲۶ھ - ۲۱۲۷ھ - ۲۱۲۸ھ - ۲۱۲۹ھ - ۲۱۳۰ھ - ۲۱۳۱ھ - ۲۱۳۲ھ - ۲۱۳۳ھ - ۲۱۳۴ھ - ۲۱۳۵ھ - ۲۱۳۶ھ - ۲۱۳۷ھ - ۲۱۳۸ھ - ۲۱۳۹ھ - ۲۱۴۰ھ - ۲۱۴۱ھ - ۲۱۴۲ھ - ۲۱۴۳ھ - ۲۱۴۴ھ - ۲۱۴۵ھ - ۲۱۴۶ھ - ۲۱۴۷ھ - ۲۱۴۸ھ - ۲۱۴۹ھ - ۲۱۵۰ھ - ۲۱۵۱ھ - ۲۱۵۲ھ - ۲۱۵۳ھ - ۲۱۵۴ھ - ۲۱۵۵ھ - ۲۱۵۶ھ - ۲۱۵۷ھ - ۲۱۵۸ھ - ۲۱۵۹ھ - ۲۱۶۰ھ - ۲۱۶۱ھ - ۲۱۶۲ھ - ۲۱۶۳ھ - ۲۱۶۴ھ - ۲۱۶۵ھ - ۲۱۶۶ھ - ۲۱۶۷ھ - ۲۱۶۸ھ - ۲۱۶۹ھ - ۲۱۷۰ھ - ۲۱۷۱ھ - ۲۱۷۲ھ - ۲۱۷۳ھ - ۲۱۷۴ھ - ۲۱۷۵ھ - ۲۱۷۶ھ - ۲۱۷۷ھ - ۲۱۷۸ھ - ۲۱۷۹ھ - ۲۱۸۰ھ - ۲۱۸۱ھ - ۲۱۸۲ھ - ۲۱۸۳ھ - ۲۱۸۴ھ - ۲۱۸۵ھ - ۲۱۸۶ھ - ۲۱۸۷ھ - ۲۱۸۸ھ - ۲۱۸۹ھ - ۲۱۹۰ھ - ۲۱۹۱ھ - ۲۱۹۲ھ - ۲۱۹۳ھ - ۲۱۹۴ھ - ۲۱۹۵ھ - ۲۱۹۶ھ - ۲۱۹۷ھ - ۲۱۹۸ھ - ۲۱۹۹ھ - ۲۲۰۰ھ - ۲۲۰۱ھ - ۲۲۰۲ھ - ۲۲۰۳ھ - ۲۲۰۴ھ - ۲۲۰۵ھ - ۲۲۰۶ھ - ۲۲۰۷ھ - ۲۲۰۸ھ - ۲۲۰۹ھ - ۲۲۱۰ھ - ۲۲۱۱ھ - ۲۲۱۲ھ - ۲۲۱۳ھ - ۲۲۱۴ھ - ۲۲۱۵ھ - ۲۲۱۶ھ - ۲۲۱۷ھ - ۲۲۱۸ھ - ۲۲۱۹ھ - ۲۲۲۰ھ - ۲۲۲۱ھ - ۲۲۲۲ھ - ۲۲۲۳ھ - ۲۲۲۴ھ - ۲۲۲۵ھ - ۲۲۲۶ھ - ۲۲۲۷ھ - ۲۲۲۸ھ - ۲۲۲۹ھ - ۲۲۳۰ھ - ۲۲۳۱ھ - ۲۲۳۲ھ - ۲۲۳۳ھ - ۲۲۳۴ھ - ۲۲۳۵ھ - ۲۲۳۶ھ - ۲۲۳۷ھ - ۲۲۳۸ھ - ۲۲۳۹ھ - ۲۲۴۰ھ - ۲۲۴۱ھ - ۲۲۴۲ھ - ۲۲۴۳ھ - ۲۲۴۴ھ - ۲۲۴۵ھ - ۲۲۴۶ھ - ۲۲۴۷ھ - ۲۲۴۸ھ - ۲۲۴۹ھ - ۲۲۵۰ھ - ۲۲۵۱ھ - ۲۲۵۲ھ - ۲۲۵۳ھ - ۲۲۵۴ھ - ۲۲۵۵ھ - ۲۲۵۶ھ - ۲۲۵۷ھ - ۲۲۵۸ھ - ۲۲۵۹ھ - ۲۲۶۰ھ - ۲۲۶۱ھ

ربیع الثانی ۱۲۳۳ھ بمطابق ۱۲ مئی ۱۸۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ والدی کا نام محمد علی (محمد شاہ) حکومت دی قندھار ۱۱۳۶ھ (۱۸۱۹ء) تک واپس رہے۔ والدی ابو علی ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) میں انتقال فرمایا۔
 ۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

۱۲۳۳ھ میں ہی میرزا کا متعلق ہے۔ والدی اس وقت سے
 "حصہ دین سمات حال و احتمال پر گزرتا تھا۔ تاج سرکار پر گور
 دارانہ۔" موصوفی نے لکھا ہے کہ میرزا محمد ولد سید محمد موسیٰ سجاد کی ترکہ کر کے
 پراگشی میں مشغول رہے۔ شیخ کوڑکی جات سجاد کی دوکانوں کا کاروبار
 ان کے تحقیق کی مدد سے ان کے لیے مسطرانہ تھا۔ میرزا داہا جاتے۔
 یہ فرمان ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۴ء) میں ۳ جلدوں میں شائع ہوا۔ ۱۲۸۵ھ کا ہے۔
 اس میں بھی سید محمد کا ذکر ہے۔ میرزا محمد ولد سید محمد انوار علیہ السلام کی فرزند
 فوت انھیں کی حیثیت سے ہے۔

ہے۔ مضمون یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالوہاب نے جن سچے عقائد اور جیلانی کی فکر سے ہم سارے بھائی شریعہ گورکھ دینے والے ہیں۔ وہیں معائنہ ملی، میرے بچہ، جو وہ چار چار دیر میں غمگین ہو رہے ہیں۔ مگر وہ دیکھ کر ایک کام صبر کرتے رہے۔ الخ۔

۱۸ مس ۵۶- کوئی دستاویز نہیں۔ کسی کی دینی گروہ ہے جس کے ایک مہر کی نسبت ہے۔ مضمون خط مرقی نمایاں ہے جسے وہی ہے جو مس ۵۹ میں آکر صاحب جوامع الافعال کے حوالے سے نکلا ہے۔ اور اس کا خطا ہوتا بھی جان کیا ہے۔ اس طرح کہ "اس میں سچے کی تعمیر وارت نامہ کے بعد میں دست سید شاہ عبدالوہاب کی تاریخ ۱۰ اور وہ ۱۰۶ بعد ہوا ہونے سے۔ لہذا یہ چار سچے سچے عقائد دینی کی دلائل سے واضح ہوا۔ مسال پہلے کی ہے تو ان کے ساتھ سے بنیاد رکھے جانے کا کوئی معنی نہیں۔ لہذا وہ دلائل کا ساتھ سے نکلتا ہے ۱۸۹۰ء سے اس سے بھی مطابقت نہیں۔ مسال سے زیادہ کا فرق ہے "لایا ابھی کی تحریر کا حاصل ہے۔"

وہی مضمون کہ جسے چار جوامع افعال سے مع دیگر شکایات دستاویز کر کے ایک ایک دھڑا تو آکر صاحب نے اسے دستاویزوں کی فہرست میں شامل کر لیا۔ اور بھی یہ ثابت کرنے کے لیے کہ سیدنا عبدالوہاب کا مدفن آگہ نہیں ہے۔ سب کان کا اس تحریر میں کوئی ذکر بھی نہیں۔ جو بات ان میں درج ہے وہ تو ثابت نہیں۔ مگر اسے اسے اس علی نہیں اس شکوت کی توجہ سادگی کی اکتاہٹ ہے۔

۱۹ مس ۵۹- یہ چار بابہ ہر گورکھ کے نام ایک درخواست کا مضمون ہے۔ جس میں آپ دلائل کے بعد یہ اعتبار ہے کہ "حاکمی و معارفہ کا سیدنا عبدالوہاب نے سیدنا عبدالوہاب کو اس کی سکونت کا واحد ہے کہ گورکھ ہے۔ بعض اوقات اس وقت مہارک کی زمین میں اگل ادا کر چکی ہیں بدامانت۔ یہ نہ کہنا ہے۔

اس میں صاحب دھڑا کی بزرگ کا نام نہیں مگر وہاں سے فراموش دینے والے کو شک سے نہ کام دتا رہے۔ یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ درخواست ہمارے کے یہاں چلی ہوئی یا پھر اس وقت سزا دہی گئی کی اور وہاں میں ہی رہ گئی۔ کوئی مقدمہ اس سے مل نہیں سکتا۔ مگر وہاں میں بھگت دہی سوتی جس میں ہے دستاویزوں کی فہرست میں شامل کر لی گئی۔

۲۰ مس ۵۹- یہاں ایک تحریر کا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ

جان کیا گیا ہے کہ سرکار ہندوستان ۱۳۲۶ء میں آکر شریعہ لائے واسطے سے گورکھ میں سیدنا عبدالوہاب نے یہ تحریریں مسال جوامع افعال میں آکر گورکھ کی تھی۔ یہ تحریر آکر صاحب مس ۱۳۲۶-۱۳۲۷ء میں تحریر ہوئی کر چکے ہیں اور اس ۱۳۲۶ء میں خود دیکھا گیا ہے کہ اس کے بعد سیدنا عبدالوہاب جیلانی کا مدفن آگہ نہیں ہونے کا ذکر نہیں۔ چنانچہ صاحب جوامع افعال غمگین تھے۔ ہونے کی صراحت ہے۔

آکر چہ میں اس تحریر میں اور بھی کام ہے جس میں اصل مضمون وہب اس میں ذکر فرمایا تھا یہ تو یہ کھنکری ضرور ہو گئی تھی۔

۲۱ مس ۵۲- یہاں ۱۲۰۷ء عہد کے بعد کا فرمان ہندوستانی زبان میں ۱۸۹۰ء کو رقم کا لکھا ہوا ہے جس میں ناگورکھ کے جڑا اور کوسا نہ کھنکرم دیکھ جانے کا ذکر ہے۔

اصل سے ماخذ اس کا نقل نہیں۔

۲۲ مس ۵۲- یہاں شاہد کی آرا میں ضرور نمبر ۱۲/۱۸۹۰ کی نقل ہے۔ جو شکوت سکونی موضع ناگورکھ ریاست جودہ پور ملک مارواڑ ۱۹۵۲ء (۱۳۷۱ء) کی ہے جس میں آرا میں ۱۲ اندراج حکم سیدنا عبدالوہاب کے نام سے ہے۔

بارہوی صدی سے لگ بھگ دو کرتے کرتے آکر چودھویں صدی کے آخر میں آکر لکھنے کے بعد اپنے حسب مطالعہ نام سے زمین کا اندراج کر لیا گیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ چودھویں صدی کے آخر سے ہی وہاں سیدنا عبدالوہاب جیلانی کا حوزہ واقعہ موجود ہے۔ لہذا وہاں دھڑا کے اندراجات بھی چودھویں صدی بھری آٹھویں صدی سے ہوتی ہیں جس پر دلائل سے ہیں۔ اس کی کاروائیوں سے وہی لوگ فرماتے ہو سکتے ہیں جنہیں کچھ تحریر ہو کر دینی کوششوں سے کھنکرات نہیں ہو سکتی ہے۔ غرض انہیں اور ان جاتی کی یہاں درخواست میں شامل ہیں۔

نمبر ۲۳ آخری دستاویز ہے۔ نمبر ۲۴ نمبر ۲۵ ایک بار بار

ایضاً لکھا گیا ہے۔ ایضاً لکھا گیا ہے۔

نمبر ۲۶ ایک آگاہی معاہدہ ہے جس میں اگر نام ہے تو سیدنا عبدالوہاب کا۔ سیدنا عبدالوہاب کا نہیں۔ نمبر ۲۷ چودھویں صدی میں آگاہی سوال و جواب ہے۔ نمبر ۲۸ زمین دے کر خدایاں سے کھائی ہوئی ایک حسب ذیل تحریر ہے۔ نمبر ۲۹ بھی چودھویں صدی کے

فرہ کے مطابق وہ اپنے دو بیٹوں یا ضی (چند حالی) ہے۔ صرف ایک جگہ طے کے اخیر میں نام درج ہے وہ بھی یہی لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ایک جگہ نام عابدہ میں ہے مگر اسے درج کیا گیا ہے۔ ابوب جہلؓ اور میان ملک ابوب جہلؓ۔

یہ وہ ہے جو ابوب جہلؓ کے سب سے پہلے معلوم ہوتا ہے۔ سادھو کی گمان ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ۱۰۹ھ میں اپنے حجاز اور نجد کے مطابق جافین کو جافین اور اسباب تھا جہاں کے دل چند القاب کے ساتھ بنایا گیا تھا۔ انہی خانی نگینوں میں سے سیدنا ابوب جہلؓ کی پانی کے قریب سے سیدنا ابوب جہلؓ کا نام حسب موقع تحریر ہوا تھا اور یہ بات کہ اس کی کوشش کی گئی تھی کہ سب جان کا وہ نگین خاندان ابوب جہلؓ سے سیدنا ابوب جہلؓ کی اولاد سے ہیں۔ (اور اس میں یہ نالی نہیں لکھی گئی تھی کہ اس کی اولاد سے ہیں۔) ابوب جہلؓ کے رب کے نالی کے ساتھ ان حضرات نے بھی اپنے دعوے میں ترقی کی اور اپنے سیدنا ابوب جہلؓ کا نام لے کر دے کر شہرت دی وہی سیدنا ابوب جہلؓ کے نامی قطع و برے سے اس مطلب کے لیے بنا کر جھوٹ کر لیا اور اس کا نام لیا۔

(۵) یا ظفر یہ مکتوب اصل یہ تو بھی یہ عرض ہے کہ یہ بات خود سیدنا ابوب جہلؓ کی بیانی کے معاصرین یا ان کے قریبی دور واسطے یہ ایسا جھوٹا بیانی تھا کہ ان میں بیان کرتے آئے اس کے خلاف چھ سو سال کے بعد ان کی اولاد میں سے ایک صاحب کا قاتل راجہ میں ہو سکا۔ اگر یہ بات تو بھی عظیم غصیت کے تاریخچہ میں سو سال کے بعد ان کی اولاد میں سے کسی ایک فرد سے قلم سے نہ ہونے کی راہ لگائی گئی۔ سارے صحیفہ کا ادراک اور صفحہ مصنفین کی تحریر میں چھ سو سال کے بعد ایک صاحب نے اس کے لیے ادنیٰ جتنی قلم سے نہیں لکھا کہ یہ کہہ جائے کہ اس نے کوئی قلم نہیں لکھا اور اس کا نام لکھا کہ اس کی گواہی میں کہ سکا۔ خصوصاً اگر وہ جتنی بھی یہ بات نہ لکھنے کے لیے تیار نہ تھا۔

● خبر کو سب پر بھی کام کرتا تھا مگر وہ اکثر صاحب اپنی کتاب میں خود اس بات کو کہتا ہے کہ ”اس نے اس کا وہ حصہ سیدنا ابوب جہلؓ سے ان کے ہاں لکھا ہے۔“ (۳۹۹) اس لیے کہ اس کے خلاف اس وقت وہ حصہ بھی قلم کا کام ہے جو اس میں سیدنا ابوب جہلؓ کے نام سے لکھا ہے۔ اس کا حال وہاں تک نہیں فرما سکتا کہ اس کا نام لکھا ہے۔

● عین بہت طویل ہو چکی اس لیے باقی ایک پارہ پر ان میں سے لکھیں۔

(۱) سرکارِ نبوت اظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت میں لکھے شے غیر واضح ہونے کی وجہ سے قلم چھٹے لکھے کا کوئی احتمال نہیں۔ خود یہ کہ اس کے اثرات سے معلوم ہوا کہ ولادت میں داخلے کے وقت ان کی عمر بڑھ چکی تھی اور اس بات کو دیکھ کر اس کا سن ۳۸۸ھ ہے۔ اسی سے سال ولادت ۳۸۸ھ کی تعیین کی گئی۔ سال ولادت ۳۹۱ھ ہونے پر کوئی ضعیف سے ضعیف دلیل ہے تو کیا کسی قابل ذکر شخصیت کی حکایت بھی نہیں۔

(۲) سال ولادت ۳۸۸ھ کی بھی قابل ذکر کتاب میں موجود نہیں جس کا ایک قلم صرف ہے۔ جب کہ ۳۹۱ھ ولادت کی بھی سندوں میں ذکر اور دیگر قریبی تصریحات سے ثابت ہے کہ کوئی واضح سند اس میں نہیں دے کر اس کی حاکمات پر گزشتہ کر سکتا۔

(۳) جب خواجہ محمد بن حسن عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پچاس سال کی اس وقت حضرت اظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی ملاقات پھر ان کے ساتھ حکمِ نبوت اظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی بیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پھر ان کے ساتھ گورنر اور تہذیبی ایسا افسانہ ہے جو بارہویں صدی سے پہلے دنیا کے کسی معتد کے ذہن میں نہ آ سکتا تھا۔ گورنروں کے ذہن میں بھی نہ آ سکتا۔ اس لیے کہ بارہویں صدی سے قلم کی جتنی دستاویزیں اور خانگی کلمات انھوں نے صورت میں چھپ گئے کہ ان میں سیدنا ابوب جہلؓ کی ولادت کا ذکر نہیں۔ بارہویں صدی میں اس کی دستاویزیں و خانگی قلم ”میرزا“ سے متعلق ہے۔ یہاں پہلے ان کا پہلے ظہور ہوا مگر رد و مقبرہ کا نام آیا۔ بعد میں یہ بھی نہ گورنر نے اپنے یہاں قلم کر لیا۔ میرزا دست بردار ہو گیا۔

(۴) ناگور سے متعلق دستاویزوں میں جب سیدنا ابوب جہلؓ کی کانیں دیکھیں ان میں قلم کا نام لکھا ہے کہ اس نے شہرت میں ان دستاویزوں کو قلم کرنا خاص غرض ہے یا بہت زیادتی۔

(۵) یہ دستاویزیں ان ہی اوقات سے متعلق دستاویزوں کے فیصلوں پر مشتمل ہیں۔ یہ بھی رد و مقبرہ کی تحقیق سے ان کا کوئی اثر نہیں۔ تو اس مخصوص میں ابھی بیان کر رہا ہے۔ □□

محققین نے یہ تصدیق کر لی کہ ان لوگوں نے اپنی اعلیٰ کا اظہار کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس سے بھی اس امر کو کافی خاص کا ذکر نہیں ہوا، اگرچہ یہ کہنا ہے تو یہ جاننا ہوا کہ اس طرح کی تقریرات میں ان لوگوں کا خیال رہتا ہے، کیونکہ حکومت اس تقریریات کا اعلان اور پھیلاؤ کرنے سے گھبرائے ہوئے ہے۔

عرب کرنے کے لیے ماہرین سے مدد لینے کی اس طرح کے اعلان اور تقریریات کا پیش ہونا ہے۔

(۴) اعلیٰ خاصہ نہیں کر رہا اور خاص کر علماء و مسلمانوں کے ساتھ تو یہ سراسر افسانہ بنی کر رہی ہے۔

[illegible]

(۳) سب سے پہلی چیز جو ہو سکتی ہے کہ تاریخ کا مکمل خلاصہ اور بغیر کسی تعصب کے غنیمتِ ہوا کے سہارے عرب کا بیان ہے اور یہ تاریخ ۱۲ ماہ کی، قابلِ احوال اور سب سے سوجھ بوجھ۔ دوسرا کام یہ ہے کہ ۱۸۵۶ء کے ۱۶ سالے ایک انراکھنچو کا بیان کیا جائے جس میں تمام شخصیات سے جو ۱۸۵۶ء میں اور اس حکومت کے سب سے سادہ پڑ ۱۹۱۳ء تک کا تمام دریا کے لوگ تھے وہ جو کچھ ہیں۔ تیسرا کام یہ ہو سکتا ہے کہ اس قلعہ کے بارے میں ایک اور بار ادویاتی لکھی جائے جس میں تمام قلعوں کے ہم جیسے ہوں۔ اسی طرح یہ کام بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ سالے چھوٹے رسالے ۱۸۵۶ء کے متعلق بہرِ پیر سے کھنڈر کے بدستاروں کی تمام بارخاؤں میں شائع کیا جائے۔ اور اسے ملک کے تمام اسکولوں اور درسوں میں ملت کتبیا جائے تاکہ انہیں اس تاریخ سے آشنا ہو سکے۔

برطانیہ میں اسلامی عائلی قوانین زیر بحث

مسلمانوں کو اسلامی عائلی قوانین پر عمل کرنے کی اجازت دی جائے آریج شپ ردوان وغیرہ

برطانوی قانون کا حصہ بن جائے وہ دوسرے عمل کرنے کی جگہ اس کا حوالہ دے رہے تھے۔ پھر ردوان اس لیے بھی ہوا کہ ان نیاں اسلامی اپنی پندہ کی اور دہشت گردی کے حوالے سے سخت کا پایا جاتا ہے۔ آریج شپ نے چونکہ اپنی تقریر میں واضح زبان استعمال نہیں کی اس لیے اکثر صحافیوں نے اسے غلط فہم کیا۔

آریج شپ کو مسلمانوں کے بارے میں تو پیش کیا ہی ہوئی؟ انہوں نے اپنے بارے میں گجرات میں بار بار مصاحبت کی کہ وہ جراثیم وانا رہے ہیں ان کا اطلاق مسلمانوں پر تو قدرت پندرہ بیویوں اور دوسرے تقاضے پر بھی ہوتا ہے۔ ان سے کبھی حاشہ ہوتے ہیں مثلاً روکن ٹھوکہ بچوں کو گولنے والی لڑکیاں ان بچوں کو ہم جنس پرست جہازوں کو گولہیں بیٹھے دینے کی اس طرح برطانیہ میں بیویوں کی تعداد عداشیں کام کر رہی ہیں اور اگر کوئی بیوی جراثیم حاصل کرنے عدالت سے رجوع کرے تو عدالت ان کی ابتدائی علاقہ کی ڈگری جاری کر دیتی ہے لیکن ان سے کہا جاتا ہے کہ مکمل خلاف ڈگری (Degree absolute) اس وقت جاری کی جائے گی جب وہ بیوی عدالت کو طلاق فراہم کریں گے۔ یوں اس عمل کو قانون میں سمجھا گیا ہے چونکہ آریج شپ کا گھڑا "برطانیہ میں اسلام" کے موضوع پر تھا اس لیے دوسرے تقاضے کو اب بھٹ نہیں اٹھائے لہذا مکمل جراثیم وانی۔ آریج شپ نے واضح کرنا تھا کہ ایک بیوی پر کسی بات نہیں کر دیتے تھے بلکہ یہ گجرات سے آئے ہوئے تھے کہ اس قدر میں قانون کی طرح کارآمد طور پر اور بغیر قانون دوسرے تقاضے کے ردوان کے عمل کا پتہ اندر چکا ہے۔ وہ ایک مسلمان عداشیں قائم کرنے کی دکان میں کر رہے تھے۔ آریج شپ کی دلیل تھی کہ افراد کو احتیاب کرنے میں آزاد ہونا چاہیے کہ وہ کسی قانونی حدود کے اندر مخصوص معاملات سے گزرتا ہے جس میں ان معاملات میں شادی، مالی معاملات، مصاحبت اور تازہ مات کے عمل شامل ہیں۔

ڈاکٹر ویلر کی دلیل کا ذکر کیا اعلیٰ مسلمانوں نے غیر مقدم کیا ہے۔

آریج شپ آف کلربری کے اسلامی شری قانون برطانیہ کے قانون میں سونے کے بیان پر گزشتہ تینے ملک بھر میں بحث جاری رہی جو آئے والے دنوں میں بھی جاری رہے گی۔ بیان کے خلاف مائیں ہاتھ کے حینہ اور سیاست دانوں کا رد عمل اس قدر مضبوط تھا کہ وزیراعظم گورنر برطانوی کو اس سے لڑا تعلق ختم کرنا پڑی۔ یہ مطالبہ کیا گیا کہ ڈاکٹر ردوان دیکھ کر یہ طرف کیا جائے۔ یہ غلط صرف لگا ہوا ہے ہی کہ تعلق ہیں جو چاہے آف انگریز کی سرپرستی ہیں۔ ڈاکٹر ویلر نے جس مدت بیان دیا اس سے دو روز بعد سٹیٹس نے ایک پارلیمنٹ کی کانفرنس شروع ہو رہی تھی اور مذاہنہ قریبی کی ڈاکٹر ویلر کے خلاف مصاحبت ہوئی لیکن اس کے برعکس سٹیٹس کے اعلان نے ان پر پھر پورا دھماکا اختیار کیا۔ ڈاکٹر ردوان دیکھ کر آریج شپ ہی نہیں برطانیہ میں مختلف تقاضے خصوصاً عداشیت، اسلام اور بیوی ذہب کے درمیان وائیاگ بھی انہوں نے ہی شروع کیا اور پھر تھو کے حوالے سے کوئی شش سال میں خاصی وقت رفت ہوئی ہے۔

ردوان دیکر کے اعلیٰ شری قانون کے بعض بیادوں کو برطانوی قانون میں سونا چاہئے۔ یہ پہلو عائلی قانون سے متعلق ہیں جن پر مسلمان لیڈی کا ایک حصہ ایک عرصہ سے عمل کرتا آیا ہے۔ ان میں علاقہ اور رواج سے متعلق شری قانون ہے۔ ڈاکٹر ویلر کا دعویٰ تھا کہ برطانیہ کے مختلف شعبوں میں ان دنوں دوسرے سے زیادہ شری عداشیں کام کر رہی ہیں برطانوی قانون ان دنوں شادی بیاہ اور طلاق کے بارے میں منسودہ دینی اور دینی جاری کرتی ہیں۔ اگر یہ برطانوی قانون کا حصہ بنا دیا جائے تو تمام مسلمان اس سے مستفید ہو سکتے ہیں لیکن علاقوں کے بارے میں فیصلے برطانوی قانون کے تابع ہوں گے۔ اس بیان پر عمل آئے ہو کہ شری ملک شری قانون کو متاثر کئے ہیں اور ذاتی تمام چیزیں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور خود دینی کے حقوق، سکھار کرنے، ہاتھ کاٹنے، قسم کی سزاؤں پر اپنے دلائل کی بنیاد رکھتے ہیں۔ آریج شپ نے یہ دکان نہیں کی تھی کہ شری اسلامی قوانین کو

دکھائے اور اگر کسی مسلمان نے کسی ایسے ملک میں جہاں ایک سے زیادہ
 بیویں کی اجازت ہے وہاں شادی کی ہے تو ان بیویوں کو برطانیہ میں
 سوشل سیکورٹی کے حقوق حاصل کرنے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ
 وہاں پر غالب طور کی بنیاد پر بطابق کئی جن شہر اور دیہی جاتی کو خیرا
 تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد ان بیویوں کو متعلقہ جن کا حقوق ملتا
 ہے اور شہر یا دیہیوں کو ایک چھوٹے سے رکنے کے لیے کوئل سے بنی
 رہائش کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ برطانیہ میں ایک سے زیادہ شادی غیر
 قانونی ہیں لیکن حکومت مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتی
 اگرچہ اس معاملہ ہے۔

مسلمان رہنماؤں کا کہنا ہے کہ جہاں عالمی قوانین کا معاملہ ہے، حکومت مرہٹہ کا دھکی کے حصول کے لیے نئے نئے قانون بن رہی ہے اور کسی کو اعتراض حق نہیں رہتا لیکن عالمی معاملات پر اسلامی قانون کے پہلوؤں پر اس قدر دھکیا جاتا ہے جیسے برطانوی شریعت کا قانون نافذ کیا جا رہا ہے اور چرچا ہے ہاتھ نہیں لگتی، جنسی جرائم پر سنگسار کیا جانے کا شور مچانے پر جرائم پر غم نہیں ہوں گے۔ وہ اہلک آڑی کشید اور مسلمان اکیلے رہا ہے۔ جسے کس انٹرویو میں بحث شروع کی جاسکے یہ دہرے معیار کا ایک مثال ہے۔

مسلمان گھوس کا کرنا ہے کہ وہ خالقِ قوامین کا ایک عرصہ سے مطالبہ کرتے آئے ہیں ان سے کسی دوسرے مذہب کے گمان کا ان کا حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اگر مسلمان کو کچھ ایسا کرنا شرعی اور اخلاقی اور دولت کے معاملہ میں چاہے کہ اس کے حقوق اٹھانا چاہئے تو اسے ان کا اختلافی حل ہوتا چاہیے۔ جو بھی آپ کی ہدایتی مسلمانوں پر کہہ کر مسئلہ کیوں کریں؟ مقررہ نکلن کا مسلمان نکلن سے بہت سی چیزیں کہہ سکتا ہوگی۔

بعض مسلم برادریوں کی دہلی سے کوآرڈیٹنگ کے لیے جھگڑے
مزدوری اور بے روزگاری کی حالت میں مسلمانوں کے لیے شہر بھر میں
جائداد حکومت نے ان کی روزمرہ کی زندگی میں شری چاروں کو تسلیم کر
رکھا ہے۔ حلال گوشت، حلال مسلمان بچوں کو سکولوں میں بھی
لا کر پکنا جاتا ہے، بعض اسکولوں میں مسلمان بچوں کے لیے انک
اسکولی آؤٹی ہے جو مسلمان بچوں کی چاب استعمال کرتی ہیں انہیں اس کی
اجازت ہے۔ ای طرح بعض دوسرے اسلامی بھائیوں کے عمل کرنے کی
بھی اجازت ہے اور سب سے بڑا کہ اگر حکومت نے مسلمانوں
کے مالی معاملات کے حوالے سے حیدرآباد میں جانے سے ان کو
روٹاج کے تمام بڑے بنگ اسلامی مانجج جانی کر دے تو ان کے
بچے کو سرمایہ کار کی غیر شرعی عمل درآمد میں بھی جاتی مسلمانوں کے
لیاے ایک کالون کو ملے جاتے ہیں جن میں تمام اسلامی طریقے سے
رکھی جاتی ہے۔ اسلامی اصولوں کے مطابق کام کرنے والے سے ملگس
کو اجازت دئی گئی ہے۔ کلی ملای تک اسلامی ڈاٹ "سنگ" جاری
کرتے ہیں۔ اسلامی برادری کی دکان میں بہت حوصلہ افزائی کی جارہی
ہے اور اس کے لیے کہنے سے جانے کے منصوبے پر عمل درآمد ہے
- لندن المناک وائس چیف پر مسلمان گینگسٹرز لسن کی جارہی
ہیں۔ اسلامی مالی مارکیٹ کا طرف بہت 3000 ملین (100 کروڑ روپے)
ہے۔ سرمایہ میں ایک تک اس کا حدود 25 ملین روپے ہے۔ اسلامی
اسٹیٹ برادری کی تشکیل کے خواجہ محمد کر رہا ہے۔ پورٹولی بھائی
اس کی تکیہ کر رہی ہے اور اسلامی سبب فرما رہی ہیں جن میں بھی کھلی
کیے جارہے ہیں مسلمانوں کی ایک سے زیادہ دھاریاں برادریاں
مغربی ملک کو مقرر ہے اور خود آؤٹ ریشپ سے بھی اس کی پہلو
لاؤنگ کی ہے۔ لیکن موجودہ حکومت نے اپنے اعضاء کے ساتھ

جہانپور کی نئی مطبوعات منظر عام پر

کریلا کا مسافر

مرتب ہوئے ہستیاتی امور کے لیے علیہ الرحمہ

تقدیم مولانا ارشد الہ آبادی علیہ الرحمہ

غزوات میں معجزات رسول

مصطفیٰ سید قیام حسین شاہ

خاک کریلا (اچھی)

علاوہ اس کے کہ انگریزی کی بے مثال شہادت کے چھاپہ کاروں کی اور اق

۱۹۳۵ء سے ۱۹۵۰ء تک

ارشاد کی کہانی ارشد کی زبانی

ترتيب: اليك بنگ حوضتو مورانی ص ۶۳، قیمت ۲۵۰

شرعی عدالت

اس کا نام میں آپ شرعی امور سے متعلق کوئی بھی سوال صاحب قبلہ کو خاک کر پڑے جو کہتے ہیں، آپ کے سوالات اور مفتی صاحب کے جوابات ہر اہل کالم میں شائع ہوا کریں گے۔ شرعی عدالت کے لیے آپ اپنے سوالات اس پتے پر ارسال کریں:-
مفتی آل مصطفیٰ مسیحی، اسکندریہ جامعہ اسلامیہ، گھوسہ، گھوسہ ضلع منو (ہریانہ)

جیز رویت جلال اور امامت کے احکام

صورت مسئلہ میں امام صاحب تو یہ کہتے ہیں لیکن دراصل نے تو یہ نہیں کیا ہے اور یہاں پر کیا حکم ہے شریعت کا؟ تو فرما کر خلاف مذکور فرما دیں، ہر سال کی میت اشکاف کی ہے تو اس پر کیا حکم ہے؟ تو فرما دیں۔
(۲) سال کے تیسرا سوال رویت جلال کے متعلق سے قائم کیا، وہ کھن کذب اور قلعہ جانی سے کام لیا ہے جس میں بڑی ہی مشکبہ اہل حضرت کے ہاتھ والے ہیں، ان کا اعتقاد اس بات پر ہے کہ موبائل ٹیلیفون وغیرہ قاتل اعتبار نہیں، اس موبائل وغیرہ سے خبریں لیتے ہیں، ہر گز ان سے شریعت حاصل کرنے کے کوئی ایسا اعلان ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوا بھی ہے تو کذب و افتراء پر پا کر اشکاف کو اور واقعہ کے خلاف سوال قائم کر کے جواب لیا گیا ہے؟

(۳) وہ گروپ میں سے اول گروپ نے ایک علیہ کو، میں اپنے صحیفہ روایت پر نماز ادا کر لی دوسرے گروپ والے ایک ایسی جگہ پر جہاں پر امام اول نماز پڑھا چکے تھے دوسری جماعت کے لیے امام کھڑا کر کے نماز ادا کی تو اب سوال یہ ہے کہ گروپ دوم کی نماز ہوئی یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔

(۴) سوال نمبر (۱) اشکاف میں، جس حائفہ کے متعلق سے اشکاف کیا گیا ہے وہ حائفہ پرانے حائفوں میں سے ہیں، حکومت مانگے تو اسطرح ہوتی ہے ظہر و فجر و آیت کی کتاب میں جس میں حائفہ کی ادائیگی ہوتی ہے جس سے شواہد نہیں ہوتا تو ایسے حائفہ کے پیچھے نماز پڑھنا کا کیا مسئلہ ہے؟ جواب ہے تو فرمیں۔

المستفتی ————
فرشتہ دہلی احمد جہاں دہلی علیہ السلام مفتی صاحب دہلوی

جواب — (۱) مفتی کا کہنا صورت مسئلہ کا جواب ہے۔
واقعہ کی تحقیق اس کے فراہم نہیں ہے، اس کے اگر سال واقعہ کی اطلاع ہو تو

سوال — کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ (۱) دارالعلوم اہل حق و ضریعہ گدی کے دارالافتاء میں مورخہ ۱۵/۵/۱۴۲۵ھ کے ایک اشکاف کا جواب آج ۸/۱۲/۱۴۲۵ھ کو تقریرے گزارا اس میں میں نے سوال کیا اس کی حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب نے مطالبہ جیز نہیں کیا، ایک لڑکی والے نے خود جیز دیا وہاں دراصل نے لڑکی والے سے بات کر کے رقم ملے کر دی اور امام صاحب کے حوالے کر دیا لہذا امام صاحب اس بات کو ناپ نہ سمجھتے ہوئے مطالبہ تو اپنے سترج کی ردا کی ہے کھل ہوا میرے پرکار میں گاؤں کے سارے مسلمانوں کے کھلیوں کا کچھ سترج سے تو خیر خدا سمجھا تو کھلیوں اور غلطیوں ہو گئیں ان سکول سے میں تو نہ کرتا ہوں اور اب حضرات کا بھی کوئی حق مجھ پر ہو تو آپ حضرات بھی معاف فرمادیں، اس تو یہ کی تاریخ ۱۲/۵/۱۴۲۵ھ ہے تو اب جبکہ امام نے گورانی گزشتہ خطاؤں سے ہم کو رہا ہے تو یہی قوم کے سامنے قاتل ہوئے کسی کے وادے، ہر سال اس کا اس بات پر بعد ہوا کہ امام صاحب تو یہ کہہ کر کہاں تک درست ہے۔ مسائل کے سوال سے بات یہ سمجھیں آتی ہے کہ یہاں گاؤں والے سنی کجی بلندیہ ہیں جس کو جیز کا لین دین سامنے آیا اس لین دین میں دراصل انھیں خود مسائل کے عالم ہیں، امام صاحب کے گروپ والوں کا کہنا ہے کہ امام صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں جس پر گرام میں ہم دونوں گروپ والے پانچ پتر تھے تو امام صاحب کے گروپ کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب بھی کھل طلب افتادہ اشکاف کی بات ہوتی ہے تو ایک نیا گزشتہ اشکاف کر لیا جانی اشکاف کو یہ حلفا دیتا ہے اور یہ تو یہی سمجھا کر ہوئے والے افتادہ کو کھل اشکاف کی کھل میں بدل دیتا ہے۔

کر کے تاج پہنے ہیں تو اس کا دہانہ گمناہ اس پر ہے۔ کسی امر یا نہاد کا اکتاف بھی کیا ہے اور اس کا باطن واسطہ یا ظاہر واسطہ بھی ناجائز ہے۔ جیسے کہ سام پر بطور شہادت لکھیں دیکھ راج پانچا ہے اس کے پانچا سونے میں کام نہیں۔ پانچا تھا۔ نہ تو شہادت قرار دیا ہے۔ نہ کھنکھس ہے۔ اتحاد اعلیٰ المرآۃ شہادۃ التسليم للروح ان یستودہ لادہ و شوقہ۔ راجکھس ہے۔ قولہ عہد التسليم ہاں کسی ان مسلمہا احوہا اور مہودہ حتیٰ باحد شہادہ و کلا لو کسی ان سرو حہا ولسلہ روح الاستوداد لستمالو حالکا لامہ ولسلہ روح ۳۴ ص ۳۴

اگر امام مذکور سے واسطہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ درمیان سے ملے کر کے سام کے جانے کو دیا گیا امام کا اس رقم کو لیتا اس کی اصل پر راضی رہتا خود توبہ کیوں کی تو میر سے ثابت ہے۔ دینی امام مذکور کی توبہ توجہ سے کی گئی اور میر سے ملے گا کہ اسے توبہ کر لیا کسی شخص کا وہ توبہ کے لئے کافی نہیں خاص کی تکلیف توبہ بھی حاصل ہوئی ضروری ہے ہاں امام دین دینے انھیں اس کا وہ توبہ نہ ہوگی حال اللہ تعالیٰ۔ ولا تسکفوا السوء لکم منکم بالمطل۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے اس پر واجب کہ جن سے کیا نہیں بیکہ وہ اسے گناہ کا ہوتا ہے اس سے اسے نہیں اس کے اس کا وہ توبہ نہ ہوگی۔

درمیان جس سے توبہ کر لی اس پر بھی لازم کہ کچھ توبہ کرے اور بلکہ یہ معاملہ مستحکم امام ہو چکا تو تمنا کی توبہ کافی نہ ہوگی غلطی کرتی ہوگی۔ حدیث میں حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اذا عقلت صیبتہ فاحذرت عیبتہ فاحذرت السوء والسوء والصلوۃ والصلوۃ" جس کو گناہ کرے اس وقت توبہ کرے غلطی کی غلطی اور غلطی کی غلطی۔ دہانہ کا حال ساری عرواں بھی جاتا ہے۔ ہمیں حالہ کا قسم سے للحکم علی الطاهر واللہ یولی السوء اور اگر ساری کی غلطی تو کسی حاصل کر کے اختلاف ہوگی توبہ پر غلطی ہوگی بلکہ اس کے لئے غلطی کا نام "واللہ اللہ من الغلط" ہوگی غلطی سے بڑھ کر ہے۔ والہ اللہ تعالیٰ والہ اللہ تعالیٰ

(۴) تخلیق، مہول وغیرہ سے جلال کی خبر لیجہ منور نہیں۔ اگر واقعی ان آفات سے محض اطلاع حاصل کی گئی۔ اور نہ اس سے بڑھ کر۔ بلکہ اگر کسی توبہ تخلیق یا سوچیں یا اختیار کرنا

نہاں بلکہ خود شرعی یا اختیار ہوا اور بھی حکم شرع ہے تو یہ خلاف شرع نہ ہوا۔ ساری لے کر جان بوجہ کر غلطہ واقع ہو کر اختیار کیا ہے تو وہ غلطہ ہوا۔ اگر چہ غلطی غلطی جہاں سے اس پر لازم کہ اس کی اس حرکت ہے توبہ کرے۔ والہ تعالیٰ اعلم

(۳) صورت مسکونہ میں جس کا امام شرعاً امام میر تھا یعنی وہ تاحضیٰ شرع کا مقرر کردہ یا ضرورت دہانہ کے عام مسلمانوں کا نہیں کیا ہوا تھا۔ اور اس نے تاحضیٰ شرع کے سلطان کے بعد نماز پڑھائی، اس کی اور ان کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز بھی ہو گئی اور جو امام یہاں نہیں دہانہ کی نماز میر ہوئی اور اس نے اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی۔ فتاویٰ رضویہ (ج ۳ ص ۳۳) میں ہے "نماز جمعیہ میں جملہ عام مسلمانوں کے نہیں جسے پانچا نام کر دیا نماز ہو گئی اس کے لئے ضروری ہے کہ امام ضرورت سلطان اسلام ہو اس کا مقرر کردہ اور یہ نہیں ضرورت دہانہ کے عام مسلمانوں نے جسے امامت جوہر کے لئے نہیں مقرر کیا اور ان میں جملہ مسلمانوں میں جس کا امام نہیں مقرر کردہ جوہر تھا اس کی اور اس کے متعلقہ لوگوں کی نماز ہو گئی یا ان کی نہیں اور اگر کسی کا امام یا امام تھا تو کسی کی نہ ہوئی مثلاً سرور امیر ہے اس بارہ اور دیگر گزشتہ ایک سے آگے ہو کر نماز جوہر عارفی پھر کچھ اور آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اس میں جملہ مسلمانوں میں جو ایک کا بھی تھا اور فرض عام سب کے مذکور ہاں اور کلام میں ہے الحمد للہ بستر طر لصحبہا السلطان اوامورہ

مباحثہ میں و نصب العامة غیر معتبر مع وجود من ذکرہا مع عدم حضورہ للصورة اعلیٰ علیہا واللہ تعالیٰ اعلم (۴) نماز کی صحت کے لئے امام کا کھانا لازم ہے اس سے آپ لوگوں کا اختلاف ہے بعض اختلاف حاصل کر لیتے ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز بھی داخل نہیں ہو جائے گی۔ اس کا عارفی قرأت کی صحت اور تلاقی ہے۔ اس کا اصل یہ ہے کہ کسی ایسے قرأت پڑھنے والے محدثین عالم یا کسی سے چاہے کر دینا یا کھانا پڑھتا ہے اور اگر شرعاً امامت بھی پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ کھانہ میں امام کو گول و پنے کا بھی ہے اور شریعت پر بھی دینا بھی۔ والہ اعلم باللہ۔ والہ تعالیٰ اعلم

□□□

معروف الشوریرو فیبر اختر الواسع سے خصوصی ملاقات

خود و شعبہ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

[illegible]

سوال (۱): اللہ تعالیٰ کی سہارا کے تحت اہل حضرت امام احمد رضا بریلویؒ میں آپ نے فرمایا علم اہل حق کو رسوائی کے حوالے سے جیسا کہ متعدد بار فرمودہ کر کے کی وجہ سے یہ آپ ایک غیر صاحبِ دلائل و اہل حق ہونے کی حیثیت سے قائم کیا کہ آپ اہل حضرت محدث بریلویؒ سے کیسے متعارف ہوئے وہاں کے تعلق سے کہارے کا ذکر؟

جواب : دیکھیے! جب آپ اسلام آباد مسلمانوں کے حوالے سے دست بردار ہو چکے تو اہل حق ایذا کا ساتھ دے کر آپ اہل حضرت کو آخر خدا ہی کی قسم کر کے - شادی اللہ صاحب کے بعد وہاں رہے ہیں مختلف ذمہ دار اور مسالک و جموں میں آئے اور جیڑی جیڑی شخصیات پیدا ہوئیں، ان میں اہل حضرت محدث بریلویؒ کی شخصیت بہت ہی نمایاں اور اہم ہے اور ان کی اعزاز سے حذر رکھی۔ اور دیکھو علم کی وجہ سے آپ نے آپ کی کوئی کجی نہیں، جسے علم کی غلی سے کسی شخصیت کے بارے میں تفریق و امتیاز کی بنیاد پر اخلاقی تحفظات کی بنیاد پر دے کر قائم کر لینا سراسر غیر علمی رویہ ہے اور صرف غیر علمی نہیں غیر اسلامی رویہ کی ہے۔

یاد رکھا کہ اس سے کہہ کر بھی شخصیت کے بارے میں پہلے بریلوی

کی عمر سے وفا تو نے تو تم میرے ہیں
یہ جہاں جز ہے کیا اور قلم میرے ہیں
سودا کی ساری بات ہے جو اقبال نے کہی ہے
مصلحتی اور میں قتل را کہہ دے ہر راست
اگر یہ کوئی دوسری تمام جگہیں سست

اور اسے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام دیکھ ہے جو عمر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم تک پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ
تو کہہ دے دوسرے جگہیں ہے۔ اس لیے معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات گرامی ہے جو قرآن مطلق ہے تو قرآن حکماء و فرقہ آفاق ہیں
ہیں معیار اور یہی اعلیٰ حضرت کے معیار تھے مولانا شرف ماضی قوی
ہے مگر یہ بھی کہا کہ اگر وہ ۱۸۰۰ء سے اختلاف تھے جو حق رسول کی بنیاد
تھے۔ تو یہ بات یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں کوئی ذاتی حضرت
تھیں۔ جسے جسے جسے انھیں تھے، لیکن نہیں ہے، جن کو رسول اللہ صلی
تھے اور احمد رضا کو پیارے تھے۔ اور۔

سوال (۳) مولانا آزاد نے دہریہ بنی (جس کو پادشہ شاپ
مذہب کے بارے میں دوسرے مذہبوں کا آقا قرار دیا ہے، جس میں ارو وید مذہب
سے طلب تعلیم حاصل کر سکیں گے اس مصلحت سے سوال ہے کہ اردو سے
Pass Out ہونے والے میڈیکل کے طلبہ تعلیم کب تک ہوگا؟ نیز کیا
اس حجر کے کوئی دوسری غور و خیزشیں شدہ ہو یا اپنا مناسب ہے؟

جواب۔ سب سے پہلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ اس مصلحت
مولانا آزاد نے خود بنی سے بہت محدود بنائے ہوئے ہے، اس کا جو مقصد صاف
کوئی ہے اس کے بعد اسلامیات کے بعد اثر ہے، اس سے زیادہ
کچھ بھی نہیں، لیکن جہاں تک اس کا سوال ہے کہ انہوں نے میڈیکل
اور میڈیکل سے کرائے کا ارادہ کیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ
پریشان کرنے کی بات ہے، میں نے نہیں کہا کہ یہ آسمان ہے لیکن انکی
مشکل بھی نہیں ہے سر نہ کیا جائے کہ پڑھنے کے تجربہ آئے، بہت پہلے
۱۸۰۰ء میں احتیاج خود بنی کے قیام کے ساتھ ہی کیا جاتا تھا۔ سو لوگ
آج بھی موجود ہوں گے جو اپنے پیسے سے لڑے ہوئے ہوں گے۔
انہوں نے اردو سے میڈیکل کیا پھر جو تعلیم حاصل کی اور پھر کالاب
مطالعہ و معالجہ شروع کیا تو یہ کوئی نیا تجربہ نہیں ہے۔
اس کے ساتھ یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس طرح کے سوالات

ہے آج کے دور میں کب سے پڑھنے کو کبھی کا نام دے کر تو غیر ہنسی کی
کوئی کٹ کر جاتی ہے، لیکن ان کو کہیے تو وہ صحیح معنوں میں بخراطلو تھے۔
پھر ان کا حق رسول لکھا دوسرا یہ ہے جس پر وہ سب کا حق ان کو دینے
کو چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیکھی گئی تھی کہ انکشاف رکھے کا حق
مائل ہے لیکن انکشاف کا حق سے انکا نہیں، انکشاف تو غیر ہے، طو
اعلیٰ حضرت کے جو چاہتے ہیں، اور کار ہیں ان کو نہیں دے سکتے بہت سی
جزوں میں ان سے انکشاف کیا ہے۔ لیکن یہ انکشاف حدیث میں ہونا
چاہیے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی لکھا ہوں کہ آپ کے جو انکشاف ہیں،
ذات ہیں، فکر و بات ہیں ان کے جملہ حقائق آپ اپنے پاس رکھیں،
لیکن اس کے ساتھ یہ بھی بتائی کہ یہ کہہ دو کہ انکی مشق کہ بنیاد ہیں
جہاں ہم میں اختلاف نہیں ہے، اس وقت تک کہ آپ کے اعلیٰ حضرت احمد
رضا صاحب کا اصل بریل کی ایک منسلک کتب خانہ کے نام نہ ہو کہ خود
ہر مذہب کے تابع ہیں بلکہ ہندوستان میں بلکہ ہندوئی دنیا میں جو اسلام اور
مسلمان ہیں ان کے ساتھ نہ ہو، اور وہی مثال کے طور پر انکی
دیکھا جاتا ہے۔ اور میں کہ آپ سے گفتگو کر رہا ہوں اس لیے یہ
اصل بھی کہ انہوں کا اس سلسلے میں کام کرنے کی زیادہ ضرورت
ان کی ہے جو اعلیٰ حضرت کے سامنے والے ہیں کہ وہ تو کوئی کو ان کی
طرف اس کی کوئی نہ کہ کوئی دہریہ بنی ہو۔

سوال (۴) ڈاکٹر ایڈل سانیال کی مصلحتی کتاب
Devotional Islam & Politics in British
India نے جیسی ہوئی جو پڑھنا میں اسے سمجھ رہا ہوں اس لیے
بھئی ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا صاحب نے
کتاب دست کا پتا معیار علیا تھا، ان کے لکھنے میں بھی کچھ نہیں
ان میں امام احمد رضا صاحب نے اپنے معیار کے اقتدار جو بھی انھیں چاہا اس
کا قیام کیا اس سلسلے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب۔ اس کا معیار گرامر ہے، اعلیٰ حضرت کا کوئی اپنا خدائی
معیار نہیں تھا، میں نے یہ بات طو، یہ کہہ دیا کہ اور میں جانتا ہوں کہ یہ
بات اعلیٰ حضرت کے معیار کا کوئی نہ کہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریل کی کوئی کتاب
اختراتی معیار نہیں تھا، ان کا معیار کتاب و سنت تھا، اس معیار پر چڑھا،
انہوں نے اسے قبول کیا اور کتاب و سنت کے معیار پر جو نہیں انہوں کا
معاقب تھا، انہوں نے کبھی دیکھا کہ اس کا پانچاں نہیں ہوگا۔

ہمارے ذہن میں کسی کی سرحدیت کی وجہ سے تو نہیں اچھٹے ہیں۔ ہم نے یہ کیوں فرض کر رکھا ہے کہ میڈیکل یا دوسرے عمری علوم صرف انگریزی سے ہی حاصل کیے جا سکتے ہیں، یہ ان کی انگریزی کی مفہومی کب سے ہے؟ ۲۵۰ سال سے ۲۵۰ سال پہلے جب تاج محل بنایا گیا تھا، جب مغرب ہند کی تعمیر ہوئی تھی، وہ ان کی ٹائپوگرافی مسجد اور دال قلعے کی تعمیر ہوئی تھی تو ان کے لیے Architecture کی کوئی انگریزی اصطلاح تھی؟ ان کے بنائے والے کون تھے؟ وہ کس آکسٹورڈ اور کیمبرج سے باز کر آئے تھے؟ وہ سب مدرسے کی بیلو تھے، اب ہماری تن آسانی ہے۔ کرسٹل ہے، اسس کڑی اور مرصع ہے، ہزاری پوزوٹی ہے کہ ہم نے میاں پھوڑا ہوا ہے، میڈیکل کی بات کر رہے ہیں آپ یہ کیوں نہیں غور کرتے کہ کیا یہ علی بن ابی طالب ۱۱۰۰ کوئی انصاف انگریزی میں ہے جسے میڈیکل کی پائیکل کا دوسرا آج بھی حاصل ہے اور آج بھی اس پر سرسبز ہادی ہے اور اس کا کھیندواں کیا کوئی فکر کر لیا؟ پتہ چلا کہ جب تک آپ میں جوئی تعدادوں وحشی تھا، جب تک آپ میں صحت موجود تھی، ۱۱۰۰ آپ کی طبی فحاش سے ہم صحت پر تھی اور اعتقاد کو عقلی لیکن تاریخ کا علیہ ہے کہ کیا فوجی کر وہ ڈانے بھی آئے والے سوتے رہ جائیں گے دینا کو چکانے والے درود میڈیکل سے میڈیکل کا کورس آسان نہیں لیکن کرنا چاہیں تو کیوں نہیں ہوگا؟ مسلمانوں پر جو بارود ڈالے ہیں اس کی وجہ سے کہ جہول مراد نامحلی جو ہر

حد سے پہنچی کی کہ پہنچی کو چاندی چنا
اب بھی احساس ہواں کا تو اقرار ہے، مگر

اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ پہنچی میں ہوتے ہیں اور عقل کل سمجھتے ہوئے ہیں، چال ۱۱۰۰ء خطرناک نہیں ہے جتنا چال آدمی کا ایسے کوئی لکھنا، یہ چل کر بک اڈو کو قورقوں کو دروں کو قورق کر دیتا ہے، ہمارا یہ بھی ہے کہ ہم عقلی مرکب کا شمار ہیں۔ ہمارا دوسرے عقلی سے ہی جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارو کسی مذہب کی زبان نہیں، وہ صرف کسی تہذیب کی زبان نہیں، وہ صرف شہرہ نامی ہے کی زبان جس کو وہ صرف شہرہ نامی تھے کہ انہیں کی زبان ہے، اور وہی زبان بھی ہے، اس سے پہلے بھی اس میں طبی کام

ہوئے ہیں اور اب مزید کرنے کی ضرورت ہے۔
ہمارا دوسرے میڈیکل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ انہیں کے نام بدل کر دہوش کر دے جائیں، انہیں ان کے نام بدل دیے جائیں، اصطلاحات ہیں وہ تو انگریزی کی ہیں اور یہی ان کی صرف میڈیکل بدلے گا اور اس طرح کا انگریزی تجربہ ہوتا ہے تو اس سے ہم پریشان کیوں ہوں اس میں تو اس کا فائدہ نہ کرنا چاہیے۔

سوال (۳)۔ طبی کی سوانح مشفقہ ہونے کا NET کا امتحان اس سے پہلے درود میڈیکل سے بھی دے سکتے تھے لیکن اب جبکہ وہ طبی اس کے پانچویں گنگی کا NET اور دالوں کے لیے اور مسلمانوں کے لیے بیڈی نشوونگی کی بات ہے، اس مسئلے میں آپ کیا کہتے ہیں کہ یہ پانچویں قسم کی چال نہیں ہے؟

جواب۔ میں اس مسئلے میں بہت پہلے رہنا چاہتا تھا کہ ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ بتانا کہ یہ صرف جامعہ اسلامیہ کا مسئلہ نہیں ہے، یہ اس کی ان تمام پانچویں مسئلے سے جن میں مسلمانیت یا اور کا شعور ہے، اس کے لیے سب کو مشترک کر دینا چاہیے، اس میں جب تک طبی کی کے پروگرام سے وابستہ ہوں اس وقت تک اس طرح کی کوئی مصیبت نہیں تھی، دراصل بات یہ ہے کہ جو ہمارے دوسرا ہوتے ہیں ان میں ان چیزوں کی طرف سے ہوتی، وہ بالکل سچا کرے ہوتے ہیں ان میں ہوتا چاہیے کہ آخر یہ سب کچھ ۱۱۰۰ ہے؟ میں نے بہت جگہاں لکھا تھا، دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس کے خلاف تو ہمارے پاس ایک اور دلیل ہے، وہ یہ کہ جو طلبہ اور ذریعہ ضمیم سے گزارے ہیں ان سے یہ لہذا کہ آپ NET کا امتحان اردو میں نہ دینا یہ کہاں کا انصاف ہو سکتا ہے، دوسری بات یہ کہ سولانا آزاد اور پٹواری میں مثال کے طور پر ۱۱۰۰ سطر ہوں گے وہ ظاہر ہے کہ اردو میڈیکل میں یہ پڑھانے والے ہوں گے تو آپ وہ اس کا کس سے آگے حاصل کام یہ کہ میں اس سمت میں کوشش کر رہا ہوں، ظاہر ہے ایک آدمی کے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسرے لوگ بھی اس سمت میں چلنے پھرنے کی راہ داریں، پھر پڑھیں، تاکہ ان کا حق انہیں ملے، بصورت دیگر اس سے اردو کے طلبہ اور ان طلبہ کو جو دلائل سے آتے ہیں، بہت نقصان پہنچا رہے ہیں۔

سوال (۵) مسووز دور میں جب کہ انسان روحانیت سے محبت کی طرف بھاگ رہا ہے، ایسے میں تصوف کی کیا حیثیت ہے؟

جواب - آپ اسان کہیں جڑا کی نہیں کہیں اور کان کہیں تصوف کہیں وہ آپ اس کا کوئی نام دیا ہے، بعد رسالت سے چلا آیا ہے، دیکھئے ساتھ میں یہ بھی کہیں گے کہ تصوف دعوت کی کئی نہیں کرتا بلکہ اس کی تہا سے وہ انسان کو دعوت میں شرفی ہونے سے بچاتا ہے، تو آج ایک ایسی دنیا میں جہاں اسراف سے اکتا ہوا گیا ہے، جہاں انسان Social Animal قرار ہے اور Economic Animal بنا دیا گیا ہے اور ایسے دور میں جہاں قلب و دھڑکی جگہ صرف معدے کو دے دیتی ہے، یہ انسان کو صرف اور صرف خواہشات نفس کا پتلا دانے کی طرح سے نکلتی ہو رہی ہے، تصوف کی ضرورت کلی ہے۔ تہا یہ ہے۔ اور یہ کہ انسان کے اندر سے صلہ کی کا جو فقدان ہوتا جا رہا ہے، انسان دھڑکن کے طور پر جس طرح فراموش کر رہا ہے، انسان جس طرح سے اپنی ذات میں مستحی نہیں جا رہا ہے، بلکہ اپنی ذات کے گرد غلاف کو سمجھ جگہ ہونے سے اپنے وقت میں صوف ناگزیر ہے۔ اگر آپ کو انسانیت کا چاکت سے بچتا ہے، جتنے سے لگائے گئے آدم کے سب سے جس طرح دنیا کو ختم ہوا ہے، اس کے جہنم سے بچتا ہے، تو آپ کے پاس تصوف کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

ایک بات کی اور وضاحت کرتا ہوں کہ جب لوگ تصوف کو طریقت سمجھتے ہیں اور شریعت سے ماوراء سمجھتے ہیں، میرے نزدیک طریقت اور شریعت دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہے، تصوف کیساتے وہ واضح رہتا ہے، یہی اسی ائمہ حضرت علیہ السلام کی سے کسی نے ہم چھات میں سے صوفی بنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا کہ کسی آٹھ فصلیں اپنے اندر پیدا کر کے صوفی بن جائے (۱) اگر (۲) دعوت (۳) اشتہار (۴) صرف (۵) طاقت (۶) میر (۷) غریب اور (۸) فقر۔ پھر اس کی وضاحت فرمائی کہ ایسا جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت لکی بھی اسامیل کی تھی، اشارہ دیکر یہاں صوفی جیسا تھا، صوفی بھی تھیں، میرا یہاں جیسا غریب بھی تھیں اور پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تھے انہوں نے اپنے فقر قرار دیا۔ تو کہ صوفی میں صوفی بنا آسان بھی نہیں ہے، آخر میل اللہ

فقہروں کی نصیحتوں کی پیروی کے بعد یہ رجعت ہے، لیکن جب ہے سرگاہ اس کی جگہ نہیں کر پاتے۔

سوال (۶) - بددوستانی مسلمانوں کے غیابی اور اہم سہارا کون ہے فقہ اور غیر غیابی اور غیر اہم مسائل کون سے ہیں؟

جواب - اس سوال کے سارے ہم دور آپ ایک فصل کا دوا میں داخل ہو رہے ہیں، بہت ہی پیچیدہ سوال کر رہا ہے آپ نے اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے کچھ سہارا کون میں بہت مقرر کر لیا، غلامی بعد کو لیکر دیکھیں، غلامی اور مطالب کیجئے گا کہ لوگ جنہیں قیامت کا طوفی ہے ان کو شجاعت اور رفاقت کے چاکر ہوا دیکھ فرقی ہے اس اور اس میں ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ وہ شجاعت کے ذم میں مسلمانوں کو بہت رفاقت کی سرحدوں میں داخل کر دیتے ہیں۔

اس مسئلے میں ایک بات اور اہم ہے، وہ یہ ہے کہ مسلم قیامت سے مسلمانوں کو بہت اوصحی کائنات میں زندہ رکھا اور یہ خیال رکھیے کہ اوصحی کائنات میں صوفیوں سے زیادہ چاکت نظر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ہماری قیامت سے مسلمانوں کو بچتا تھا کہ لوگوں سے کوا کا ہے لیکن بتایا کہ کون سا کوا کون سے لوگوں سے کوا کا ہے۔ لفظ اچھا ہے۔ کراہے کوا کا ہے، اگر مہلوہا جب بھی غلطی سے ہو گیا ہے، غلامی کوا کر لیتا ہے۔ ہماری ساری کوششیں اور کوششیں کرتی تھیں کہ غلامی محفل ہوا کر لیتا ہے۔

ہم نے مسلمانوں کو ایک اور اوصحی بات یاد کی ہے، وہ ہے ولفقر حبیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ، جو بھی اچھا ہے اور ہے تقدیر سے ہوتا ہے اور وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ ہر دور میں کائنات میں ہوا اس پر وہ مسلمان نہیں ہے، لیکن یہ اوصحی کائنات ہے اور یہ اوصحی کائنات اس فرمان الہی کے ساتھ چل کر چلی ہوئی ہے جس لاسان الامامی۔ ولفقر حبیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ یعنی انسان کو کچھ نہیں ملتا اس کی کوشش کے بغیر لیکن جو کچھا چھایا ہوتا ہے وہ تقدیر کا ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ آپ صرف اس کو نظر کے سامنے رکھیے کہ کس قدر غلط ہے تو کیا ہوگا کہ وہ تو ذکر بیٹھے رہیں گے تو مسلمانوں کی بہت بڑی کمزوری ہے۔

اور جب بات چلی ہی لگی ہے تو مجھے ایک تیسری بات بھی کہنے دیجئے، جو کہ میرے ذرا غور اس دور کو دیکھئے۔ ہمیں میں چہنہ

مادی ہو گئے ہیں، ماضی کے تحفہ کا بھی کس کا بھی ہوا ہے ماضی سے
رشتہ توڑنے کے لیے بھی تار نہیں ہوں، لیکن ماضی میں ہی زندگی
رہتا اور حال سے بے گناہ اور مستقل ہے، یہ فکر رہتا ہے تو صوفیوں کو کہیں کا
کس پہنچتا ہے، کیجئے، جو اوروں کے رہتا ہے کہ کس تک کو ہم نے غلبہ
جنازہ باندھ دی، تاج گل کا حسن پہلا دل تھک رہی، شائستگی
محکمہ کا نقشہ دیا، مضمون لکھ دینے اور نظام الدین کا عرفان دکھانے کا یہ سب
تک کا کام ہے۔ آج آپ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ جب تک یہ سب آپ
دیتے رہے آپ ہی کو گل ادا کیجھا جائے گا، اب آپ دوسروں کو کیا
دے رہے ہیں کہ کوئی آپ کو تنگ کرے اور دینا تو بڑی بات آپ تو
لینا نہیں جانتے۔ لینے کے نام پر بھی انسانی انتقام لینے ہیں۔ تو یہ ہیں
ہمارے مسائل، ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم کون تھے اور کہاں تھے اور اب
کہ ہیں اور کہاں ہیں؟ مسلمانوں کے حقیقی مسائل یہ ہیں، اس بار سے
کفری سانچے کو اپنی کلی روش کو جب تک آپ نہیں بدلیں گے کوئی
چیز نہیں بدلے گی۔

مسلمانوں کو کیا اور بات بکھلانا چاہیے کہ دنیا کوئی ٹھہرے کوئی
ظفر نہ کوئی پھینس ان کے کان نہیں آئے گی، زندگی تو صوفیوں کی کاسائی
کے لیے رہا رشتہ جاب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو معیار
دے دیے ہیں وہی دنیا کے دوسرے لوگوں کے بھی کام آئے ہیں اور وہی
آپ کے بھی کام آئے ہیں اور انہی سے ہمارے دور اور معیار ہیں، عظیم اور
جہاد ہے۔ جس کے پاس عظیم ہوئی ہے، علم ہوتا ہے، دور آفرین بھی ہے
فیصلہ کر دیا گیا کہ اس کے سامنے دوسروں کو جھکا کرے گا، کفر ہے نہیں
جانتے تھے اور آدم جانتے تھے اسی لیے فرشتوں کو آدم کا عہد کرنا پڑا،
اس طرح انسانی کائنات سے اسی روز پہ قانون جا دیا کہ جو نہیں جانتا ہے
اسے جانتے والے کے سامنے جھکا کرے گا۔ جب تک آپ جانتے
تھے ساری دنیا آپ کے سامنے جھکتی رہی تھی اور جب آپ بکھڑے
جائے رہے ہوتے تو خدا پر رہے ہوا اور ہر کس کے سامنے جھک
رہے ہو۔ یہ عبادت گاہی و عبادی ہے کہ ہم نے علم کو دین اور دنیا میں ہانت
دیا، علم کی تو ایک ہی تقسیم ہے جو کہ کبریٰ علیہ السلام نے ہی ہے، علم
نافع اور علم غیر نافع۔ ایک بات دینی و اسلامی کے علم کے بارے میں
جانتا انسان ہی میں صرف جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف د
اتحاد حاصل ہے کہ آپ نے ایک ایسا نظام تعلیم قائم کیا جس میں

سارے طالب علم مسلمان تھے اور سارے استاد کافر تھے، پورے
موقع پر اور آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ عسکرت مومن کی گندہ پاشی ہے
اسے جیسا ہوا وہاں سے لے لیا اسے کھل کر کے دکھایا، اسی لیے میں کہتا
ہوں کہ جب عظیم کی بات آئے تو طالب علم کا وہ سب دیکھو اور استاد کی
جہاد تہذیبیت پر نگاہ رکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
مسلمانوں کو دوسرا معیار دیا ہے وہ ہے جہاد ہے، یہ اہل فہلہ ہے کہ جس
کے ہاتھ میں تلوار کی ہوئی ہے اس کے ہاتھ میں غلطی ہوتی ہے۔ جب
تک آپ دنیا میں جہاد کر رہے تھے آپ کے سر پہ تاج تھا، آپ نے
جہاد کے چھوڑا تاج سے محروم ہو گئے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کئی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی اتنی بات کہیں نہیں فرمائی؟

چنانچہ مسلمانوں کے مسائل پر بات ہماری ہے اس لیے ایک
بات اور عرض کر دوں کہ دنیا کی پرستش ہے، یہ کہ ہمارے سیاسی
رہنما ہوں یا فنی رہنما، دو نظام جدید (Modern) سب کو استعمال
کر رہے ہیں لیکن ان Idiom آج بھی جدید سبلی ۱۰ ہے، انہوں
نے اپنے لیے کہیں وہاں ہر زمانے کی اپنی تعلیمات کوئی ہے، ایک
دینی رخ ہوتی ہے، اس کو نظر رکھیں، ہمیں جو بات آپ کہیں گے اگر وہ
ابھی ہوئی جب بھی سوز نہیں ہوئی۔ لوگوں کی دینی رخ کو نظر رکھ کر
پیش کرنے کا علم تو ہمیں محدث سے ملا ہے۔ اس لیے میں مسلم
رہنماؤں کو اس سے بھی قہر دلا تا ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنا پہلہ خطبات
اور انداز گفتگو بدلیں۔ یہ زمانہ مذہب خرد سے کا ہے اور دینی حوالے کا یہ
مکانے کا دور ہے۔ اس سے بہت کر آپ اس دور کے لوگوں کو اس میں
کر سکتے، اس کے ساتھ دینی خطہ نظر سے بہ بات عرض کر دوں کہ آپ
کا کام Communicate کرنا ہے Convert کرنا آپ کا
کام نہیں ہے اس لیے ہمیشہ خطہ اخلاقی کی کوشش مت کیجیے۔

ایک آخری بات یہ عرض کر دوں کہ جب تک اس میں طواغوت اور
اور خدا کی جی، ہم سب کے قریب آنے کی کوشش کرتے تھے اور
جب سے خود خدا کی اور خدا کی کو کھانا ہے ہم سب سے دور ہو گئے
کی کوشش کرنے لگے ہیں، بھاگنے لگے ہیں کہ کس دوسروں کا سامنے نہ پڑ
جائے، جبکہ دینی خطہ نظر سے خیر امت ہونے کے لحاظ سے تو ہمیں
دوسروں کے بہت زیادہ قریب آنے کی ضرورت ہے۔

سوال (۷)۔ مدارس سے لینے دینے والے طلبہ سے

ان کا جواب تھا کہ کیا ہے اس کی روٹی میں لٹا نہیں کہ صبرِ حاضر کے
لہذا نظر رکھتے ہوئے انہیں آپ کا مقررہ دوسرے گئے۔^۴

[illegible][illegible]

معاہدہ لندن اور مسداوانہ دھارم سے ایک گزراؤں یہ کہوں
اں نے ارادہ کو تعلیم کی زبان کو تھکا کے ہیں شروع کو کوئی پرچہ
۱۹۵۰ء کو کوئی اردو کا یہ جیجی شال ہو جائے تو یہ بہت اسی اچھا
میں نے بعض لوگوں سے اس مسئلے میں گفتگو کی تو وہ کہنے لگے
ہے آپ یہ چاہتے ہیں کہ دھارم میں شوق و انور بن جائے

ہائے سوال ہے کہ آپ اسرارِ اقدس کی کون سی جہت پر جوہر نکھڑا لیا
اور کتنی تھا، چھٹی جہت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو بہت کم
دیکھا جاتا ہے، آپ اسے جو زبان سے بیان کریں۔ حالِ سلامت کی یاد بھی
لے لیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ کبھی کبھی اگر جو
عالم سے یہ تھوڑا شہر آئے ہیں انہیں اس طور پر پائی تھوڑی کرتی
جائے کہ ان کے ایک اور تھوڑا جائزہ دیتے ہو تو دوسرے کو تو دوسرے عالم
محقق اور اگر سرسید کی زبان میں کہیں کی زبانیت ہے تو وہ ہے علم
کے ادھم تھوڑے تھوڑے جو انہیں میں سامنے ہو اور ہر جگہ لکھ دیا
اور انھوں نے ان کے تاج و تہ سے دوسری تھوڑی تھوڑی جو ان کی
مثال ہے جس کے جوہر میں لائے کی کوئی جہت ہو جائے۔

سوال (۸) - اسلام میں آج زیادہ کام کرنے والے خیر مسلم ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان پر اکثر کام کی نوعیت کا اور اہمیت کی نظر سے اسلام کی حالت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے، یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کی حالت کے طور پر دیکھنے والے کو اسلام کی اصلاحاتی فوجی ہوتی ہے تاکہ وہ دنیا کا کام بخوبی کر سکیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے کہ کیا جاتا ہے کہ اسلام کی اصلاحاتی فوجی طریقہ جانتے ہیں جن کا داخلہ دوسرے شعبہ میں نہیں ہوتا؟ اس پر اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

حواص: بعد از شوکر کا ذخرا حاصل Raw Product آتا ہے اور پھر اس کی Finishing کرتے ہیں، آپ اگر بائو میٹریں لگے تو بہت سے مسئلے پیش آتے ہیں، انہیں اس کے پاس تو Raw Product آتا ہے اسے اس Finishing Touch دے کر لائی ہوئی مہر لگاتے ہیں، یہی ایک بات کا خیال رکھیے کہ مہر میں صحابہ کرام ہر مال کو توئی دے رہے ہیں کہ وہ اور توئی کی ضرورت نہیں، سمارے دھارن مٹا دیں اور یہی انہیں کہتے ہیں، وہ دے دے سب سے ملنا عدویٰ نہیں ہے اور وہی برائی ہے اسے دے دے سب کو ملنا، اس پر عمل آگئی ہے۔ تو بہت زیادہ پریشان ہوئے اس ضرورت نہیں ہے اس کا ذخرا ہر مال کو توئی دے گا، آپ قدر کو بہت کم لگائیں، آپ کے مایوس ہو جائیں گے، تو اس کی یاد کیے جب تک وہ دھارن ہو کر ان کے دل میں نہ لگائیں گے؟

اس کے ساتھ یہ بھی ذاکن میں رہے کہ اس سے غیر مسلم خلق کا کام علیٰ غصہ کر دے، جیسا بہت سے غیر مسلم بھوکے اور عجز و حقارت اور غلیظ انداز میں کام کر دے ہیں۔ اس لیے ہم بہت زیادہ رشتہ پر غور کریں۔

زور سے روئے گی۔ اس کے روئے پر جس کو سنی سہیلیوں کو کیا کہی
عورت واقعی کسی مجبوری کے عالم میں جاوے تو کہنے لگی جی اس وقت
رات کے ساڑھے گیارہ بجائے دار کا وقت ہوگا۔ یہ بھی خوف تھا کہ
تار سے لڑو کوئی اور یہاں آگیا تو اس خطر کو بڑھ کر کئی گنا لگا دیا۔ یہ
سکتا تھا میں نے عزیز اہل سے کہا، اہل یہاں سے نکل چلے جیو، یہاں تو
ایسا اوتاری رہتا ہے۔ عزیز اہل کہنے لگا، شکم صاحب یہ عورت پریشان
حال تھی ہے، ہمیں اسے اس کے کمر تک پہنچا کر آنا چاہیے، میری
حفاظت کے باوجود آئے گا ہمارا عورت سے تم جہاں کوں ہے اور
یہاں کیا کرنے آئی تھی؟

عورت نے پہلے غلطی اٹھ سے کام لیا مگر پھر اندھا کلمہ دیا دلچسپ
اسے اس صورت حال کی تفصیل بتانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے بتایا کہ
اس کی شادی کو سات سال ہو گئے، والدین نے بہت بھاری عرصہ میں
اسے بیاہ دیا تھا، ۱۰۰۰۰۰ دو سو سال بعد نکاح کر گئے تھے، جسے ہمیں
کا کوئی مزید نہیں اور چھٹی سے اس کی کوئی اور نہیں ہوئی، اس کی
سہس بہت عالم ہے اور وہ اپنے چیلے کی دوسری شادی کی تیاریاں کر
رہی ہے۔ پہلے شوہر اس کا ساتھ دیتا تھا مگر دلوانے سے علی غایت ہونے
پر وہ بھی اپنی ماں کے کہنے پر دوسری شادی کر رہا تھا۔ اس نے ایک جو
کے کہنے پر چالیس روپے کی فیس شروع کیا تھا کہ قبرستان میں جوڑی کے
دعوت کے پیچے چالیس روپے رات کے وقت چاکر کھائے۔ اورادی
جاہت میں وہ یہ خوف ناک کر کے چاکر کوئی شوہر اور ساس کے
سوچا ہے یہ وہ نسل کرنے وہ نسل بھول چل کر یہاں آئی تھی۔ قریب
کے کوئیں سے چلی آئی میں لیا اور کھانا شروع کیا تو اس کی سہس کوئیں نے
آ کر اس کا نسل تو دیا، کہیں کوئی صاحب نے یہ تاکید کی تھی کہ اگر
لہاتے ہوئے کسی نے اسے کیجی لیا تو اس کا تاجہ اور نسل لہاتے گا،
وہ اس کا پہلا روڑ تھا، یہ سمجھا کر وہ بھروسہ کر گئی۔

ہم نے ہر مشکل اسے چپ کر لیا، اس سے کہا کہ پڑے ہائی
لے، ہم اس کے کمر تک اسے مجھڑے میں لے کر اس کے شوہر کو
سمجھا دیں گے۔ وہ بی بی کیوں اور دلوانے کے بھروسے مگر پڑے ہائی
رضا مند ہوئی مگر جب اس کے کمر کے دلوانے پہ پہنچے تو اس کی سہس
اور شوہر دلچیز پر کھڑے تھے۔ شوہر اس کی غیر موجودگی میں جاگ گیا
تھا۔ اس نے اپنی ماں کو بھی اٹھا دیا تھا، ہم جب اس کی بی بی کرنے

مختلف نوع اس روز عزیز اہل کے پیچہ چپ ساتھ میں نے چھاتو
کہنے لگا صاحب آنکھ سوچنا سوں کہ پاکستان بن گیا تو آپ سب
پاکستان چلے جائیں گے، میرا کیا ہے گا، میرا تو کوئی اور جگہ نہیں ہے،
میں کس کے پاس جاؤں گا۔

ہوں اور مل گیا تو تم اس کے پاس چلے جانا، ایسے کر بندہ بسے ہو کیا تو
ہم نہیں بھی ساتھ چلیں گے یہ بات میں نے اس کا دل رکھنے کے
لیے کی تھی، وہ بھی سمجھ گیا تھا، ہم خاموشی سے قبرستان کے چلے جا چل
رہے تھے قبرستان کے آخری سرے پر اور صاحب اور داد کی قبریں
تھیں، ہم وہاں بھی تک نہیں چلے گئے عزیز اہل غصہ کر کہ کیا اور
سر کوئی کے اندر میں کہنے لگا، شکم صاحب رک جائیں، اور روری کے
درخت سے، جیسے وہاں کوئی ہے۔ میں نے عزیز اہل کے اشارے پر
غور سے دیکھا تو آدھی دال پر نظر آ رہا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں غرائی
آج کا روز کرتے ہوئے کہا ہوسکتا ہے میری طرف کوئی اور بھی فاقہ
فوالی کے لیے آیا ہو، چلو ہاں کر کیسے ہیں۔

عزیز اہل فوراً رضا مند ہو گیا۔ ہم سب پاؤں آگے بڑھتے مگر
واضح ہو گیا، ایک عورت چوری کے درخت سے کھڑی تھا دھڑکی ہوئی کا
درخت چھوڑ کر جتنی جتنی قاتلوں والا تھا، اس لیے اس کے گرد ہر شاخوں
نے غیر آگیا ہوا تھا۔ اس نے دور سے یہ مگر صاف نظر نہیں آ رہا تھا، پہلے
ہم سمجھے کہ یہ کوئی خیر انسانی گفتگو ہے مگر جب اس کے پاس اپنی دھڑکی
دیکھ کر تو خیال آیا کہ یہ کوئی ضرورت کی دھڑکی نہیں بلکہ غصے کے پتھر میں
آ کر یہ لہجہ حاصل کر رہی ہوگی، سوچنے پر کھڑے ہوئے ساس کو بھی
کہا لے، اور اہل اسے پا کر غریب شادی شدہ ہونے پر محسوس ہوئے
میں جھکائے کے پتھر میں ہم کھل گئے، میرا جملی اور غصوں کے
بھانسنوں میں آ جاتی ہیں۔ غریب اہل غصوں کا ایک دم تک مخالف کیا جا
سکتا ہے مگر یہ بھی غصہ اور دھڑکی ان کی عورتیں اپنی تقدیر بدلنے یا
خوشامدات دہی ہوا جانے کے لالہ میں ایسے غصے میں کے ہاتھوں کو
چٹیاں بٹھا ہوا کرتی ہیں۔ یہ سچا کر میں نے جیوں کھڑے کھڑے
کہنا اور آدھار میں پھر جھانکتے ہیں۔

میری آواز پر اس عورت نے خوف زدہ ہو کر بچ داری اور بھولی
سے چلنے کے سے چلے چلاں کچھ کر اندھنی اور دشمنی پر فوڈ کر زور

ہیکے ہوا ہے بڑا کسان کی بڑی قبرستان میں اور اس کے لیے محل چاہ
رہی تھی تو شوہر نے نہ سمجھ کر کہا کہ وہ ایسی صورت کا اعتبار نہیں کر سکتا
اور اسے کوئی نہ قاب ہو جائے۔ وہ بالکل تو جی بڑا ہر اب پہچان بھی
ہوئی بلکہ وہ اسے ملائی، اسے سے یہاں چاہے پہلی جائے۔

اس نے مختلف نے اسے دیکھ کر اور وہ مجبور صورت کو پیش کر کر
تو اسے ملائی اسے دی۔ ہم جہان دیے بڑا کسان کے کھڑے رہے۔
مجھے اب اس کے اسوئی چارہ نہ تھا کہ ہم لایا اور صورت کی مدد کرے،
کیوں کہ کسی حد تک ہم اس معاملے میں بہر حال ٹوٹ ہو گئے تھے۔ ہم
اسے اپنے کھڑے۔ اپنی بیوی کو سارا قصہ سنایا، اس نے افسانہ دہائی
کا ہر اسٹوٹ دیا۔ حد تک حد تک ہوئی ہوئے تھکے وہ اسے مگر رہی۔ وہ
سے نہ کھڑے ہوئی صورت کرنے والی صورت تھی۔ ہم اس لڑائی میں بہت
مجھ تھے۔ اب بچوں کا دل سے خیال نہ تھی، اب اس کی حد تک
ہوئی تھی تو اسے اس سے بچ رہے ہم نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر
دیا اور صورت میں بھی اسے بھولی ہوئی اور بڑائی عطا کی تھی، رنگ
قد سے مازاد تھا مگر جسے دیکھ بہت پر کشش تھے۔ اتفاقاً کہیں یا اس کی
قسمت یہ کہ وہ کالج اس کی شادی کے وقت میں بیٹے بعد سے مطلب پر آ
گیا۔ اس نے سنا کہ اس کی پہلی نامکمل باری ہے۔ وہ اسے اس سے
اس کی بار بڑے آیا ہے۔ میں نے جب اسے اس کا گویا کہ اس سے ملو یا تو
دووں کا لپکا لپکا لیت کر دے گئے، میں نے اس کی بیوی سے بھی ملو یا اور
اسے مشورہ دیا کہ وہ ان سبوں کو اپنے ساتھ پر نکھڑے سے ہاتھ، کیوں
کہ وہ تو کوئی خبر نہ لیں، ان کی مطلب نہ کر چکے۔

ہم سے بھگتے پر پٹا کی سولی ہوئی جہت جاگ بھی ہو وہ ان
بچوں کو اپنے ہم دے لے لے۔ اس واقعے کے چند ماہ بعد ہی فرات
بھرت کے ایک صحت مزید بڑے سے پہلے وہی سے بھرت کے
پاکستان چلے آئے۔ اس کے بارے میں دیکھتا دیکھتا چلی۔ مگر مجھے
کئی ٹیٹو میں بھی، کیوں کہ وہ ان میں چلا گیا تھا اور اسے اپنا بھتر
دیکھتا تھا، جو اسے دیکھتا حال پر چھوڑے سے نکھڑے اس کے ساتھ وہ اس کی
تو اس کی نہایت انگلی تھی۔ اس کے مگر کہ بڑی خیال کئی تھی۔ آج سے
بڑی مازد جائے۔ جسے جو اسے اسے اس سے مجھے ملے گیا۔ اپنے کاروبار
کے کیا کام سے لپکے میں چھوڑا آج ہوا تھا۔ شہزادہ ہر میں اس کے کسی
مستحق تھا، اس نے سوچا کہ اس سے بھی ملے، یہاں آکر اس کا

مگر حواش کرنے لگا تھا کہ وہ اسے مطلب کے ہیڈ میں اس کی نظر پر بھی اور
ہو لوں میں اسے بعد کچھ سے ملاقات ہوئی۔ یہ اپنے کئے کے ساتھ
بیتا رہیں، جتنا ہے جس صورت کو دیکھ کر اس کے شوہر نے اس رات
مگر سے کال دیا تھا۔ اس سے اسے اس کے بیٹے اور وہ بڑیاں ہیں اور
اب جہان ہیں۔ بیتا رہیں اس کا بچہ اس کا کاروبار ہے اور اسے چاہے کے
پتوں سے وہ اپنی دلوں میں اس کی بھی گئی کر چکا ہے۔ اپنے کئے کے
ساتھ ساتھ ساتھ یہ خوش حال نہ کی کر کر رہا ہے۔ مجھے اپنا جائز نہیں دے کہ
اس کی بیتا رہ چکا ہو گا تو ان شادی اس سے بے ضرر ہو جائیگا۔

والد صاحب کی سالی کی اس کی اپنی یاد تھے نہ مجھے بہت پر کشش
جہان دیکھا اور آج بھی اس واقعے پر غور کرتا ہوں تو خود اس کی بھی گئی
قد پر کی تھی کیوں پر بڑا نہ لگتا ہے۔ اسے اس کی قدر میں ہر شریک
حیات تھی گئی، وہ اسے اس جگہ اور اس حالات میں ملی اور بھرو دیا کچھ
کہا ہے ہوئے بھی بالکل نہیں رہی اب یہ سب نظریہ کے مکمل ہیں۔ □□□

واقعہ: ڈاکٹر کی۔ جو چار کھیل کے بعد پیتا ہے سیدہ وہاں کا ساقد
کرنا ان کا مقام عظیم ہے۔ اس کا نام میں شادی کے وجہ سے آکر ان کو کوئی
ایسا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے وہ اس سے اور وہ جہان سے ہاتھ دھو کر پانی پر پانی
میں جلا ہوا چاہے جس سے بھگتا اور آسان نہیں تو کسی صورت میں عقار
اس کا کافر ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ کھیل میں جہان پڑنے کے باوجود
ساقد کر لیا جاسکتا ہے۔ بالیدہ حکم اور میں نظریہ پر پانے کے بعد چیک
اس میں جہان نہ پڑ جائے اس سے عملی مسئلے کے ساتھ کرنے میں کوئی
عمر نہیں۔ یہی نظریہ کہ صورت میں عملی نظریہ نہ ہو گا کہ اس کے چہرہ
سے عملی اس کا ساتھ کرنا اس سے اس سے عملی جائے۔ کھیل کے بعد
میں قرار پانے والے بچے کا کوئی قصہ نہیں اس سے اس کا ساتھ کرنے کی ایک
جہان کو بلا عملی مارا ہو گا اور اس میں جہان کا احترام ایک ہی طرح
ہے۔ البتہ ناچاگر کی صورت میں اسے بھرت حالت ہوگی اور اس کی وجہ
سے کسی خیالی پر پانی میں۔ اس حد تک جلا ہوا ہے کہ وہ خود اپنے
آپ کو بلا کر لینے پر آج ہوا چاہے اس کے معاشرتی مار کا باعث
ہے تو کسی صورت میں صورت سے کوئی حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی دولت
اپنے عمل کو خالی کر دے خود کھیل میں جہان پر گئی ہو جائیں۔

منظر اسلام آباد

تحریک اہل سنت و جماعت

ڈاکٹر اوشا سانیال کی نظر میں

ڈاکٹر اوشا سانیال ایک ہندوستانی ڈاکٹر اور سماجی کارکن ہیں۔ ریڈیا اور اسلام ان کی تحقیق کا محور ہے۔ Wingate University میں وہ اسسٹنٹ پروفیسر اور Queens University of Charlotte NC USA میں جی ڈی ٹی لیکچرار ہیں۔ وہ اپنی کتاب "Devotional Islam and Politics in British India Ahmad Raza Khan Bareilly and His Movement, 1870-1920" (برطانوی ہند میں مذہبی شعائر اسلام اور سیاست احمد رضا خان اور ان کی تحریک 1870-1920) کے لئے علی ٹیولن میں معرقتہ و مستند ہیں۔ یہ وہ اصل Columbia University سے ڈاکٹریٹ آف سائنس (PhD) کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ 1990 میں لکھا گیا ایک مختصر مقالہ بعد میں 2 کسٹورجیوٹری میں سے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ یہ کتاب اس کے دو بیانیہ شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب انگریزی زبان میں اسلام اور اہل سنت و جماعت کے معاملہ کے لئے ایک اہم کی مشیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر سانیال نے اعلیٰ حضرت علیہما رحمہما کی حیات اور ان کے افکار پر ایک دوسری کتاب بھی ترتیب دی ہے جس کا "Ahmad Raza Khan In the Path of the Prophet" ہے۔ یہ کتاب آکسفورڈ اور ولنگہٹ کی پریس سے 2005 میں شائع ہوئی ہے۔ بی بی سی کے "بریلی میڈیسن" پر تحقیق کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر سانیال کی پہلی کتاب کا ایک عمومی جانور بھی ہے۔ اس میں انہوں نے برطانوی ہند میں تاریخ، سماج، سیاست اور صحافت "اسلامی" تحریکوں کے قاصر میں "تحریک اہل سنت و جماعت" کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتاب مختلف ایک اخباریوں، بیانیہ، ایک اخباریوں، ایک مذہبی شریعت کے افکار اور اشاریہ پر مشتمل ہے۔ اخباریوں میں انیسویں صدی کے آخر میں اہل سنت اور جماعت کی

تخلیق "کے بارہواں" تحریک اہل سنت و جماعت "کے اسلامی شعائر اور وصف پر تخلیقی انگیزگی تھی ہے۔" اصطلاح "کے نام پر قائم دوسری تحریکوں کے امتیازات اور شخصیات اور خصوصیات کے تعلیمی مطالعہ کی روشنی میں "تحریک اہل سنت و جماعت" کے بارہواں کو بتایا گیا ہے۔ ان میں تحریک وچ بدھ، تحریک اہل حدیث، مشنری جماعت شدہ اخبارات، قادیانیت اور ہندوؤں کی تحریک شامل ہیں۔ ہندوستان میں برطانوی استعمار کے رد میں مذہبی قومیت اور مذہبی شخصیت کے عناصر سے "تحریک اہل سنت و جماعت" کا جاذبہ لیا گیا ہے۔ سکھوں، مہانتوں اور دیگر گروہوں کے رد میں بھی انگلیز تھی ہے۔ اور اس تحریک کی پہلی ہی کی ہے کہ مساجد سے وابستہ سرگرمیاں شامل کرتے ہوئے ہوئی تھیں اور حوراءات سے وابستہ سرگرمیاں تخلیق ہیں کرتی تھیں۔ اس تحریک کے لئے ڈاکٹر سانیال نے "تحریک اہل سنت و جماعت" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ان کی اس توجہ پڑتی ہے کہ وہ کسی ہے کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس تحریک سے وابستہ افراد اپنے لئے اس اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں اور اس سے تحریک کے لئے جی (کریم، ملی مذہبی مسلم) کی واد کی مرکزیت کو دیکھنے میں مدد بھی ملتی ہے۔ نیز یہ بھی کہ اس تحریک سے وابستہ افراد (امام احمد رضا کو کسی سے فرقہ کا بنی نہیں بلکہ ایک سچے دینے میں ان سے لوگوں کو رسول کریم کی سنت اور طریقہ پر ایمان لانے کا کام کیا، انکا صلیب سے انکسار کے آخر میں نکلا ہے کہ ان کی تحقیق نے حدیثی علم و افکار کے جماعت افلاس کرنے کی کوشش کی ہے۔ اہل سنت و جماعت کوئی تھے "برطانوی سامراجی قریب ورک اور قادیانیت صدی کی دیگر اسلامی تحریکوں سے ان کا کس طرح کا تعلق تھا؟ ان کا سماجی پس منظر کیا تھا؟ کیا ان کی بنیادیں مسلمانوں میں تھیں یا کہ یہ مذہبی گروہوں کی تحریکوں سے نکلتی ہیں؟ یہ ان کا جواب ہے؟ یہ ان کا دور اور ان کا کردار ہے جس سے اس تحقیق کا کوئی اثر کرتے ہیں مدد کی گئی ہے۔

ذائقہ

"حاصل مطالعہ" کی یکساں ایک نئے کالم "فناوسوی" کا آغاز ہوا ہے جو آئندہ مسلسل سے جاری رہے گا۔ امید ہے کہ رچیں اس نئی طرح کو پسند فرمائیں گے اور اپنی آرا سے توازن لگے۔ (ادارہ)

۱۲ دسمبر ۲۰۰۷ء کو پڑھ کر دیکھ لیں! (امریکہ) کی ایک فورسٹ یونیورسٹی کی ذات پر ایک علمی اور فکری مذاکرہ میں شریک ہوا۔ مذاکرہ میں میرے علاوہ یوڈی جیسائی اور جے جے ڈیوب کے علاوہ بھی موجود تھے۔ مذاکرہ کا عنوان "سیاسی معاملہ میں مذہبی نظریے" تھا، اس عنوان کے تحت تین علمی سوالات بھی دیے گئے تھے اور انکو سامعین کی طرف سے فوری سوالات پر ڈیوب کے علاوہ دوسرے کے لئے سوال پوچھا گیا۔

- ۱۔ اسلام میں جنگ کی اجازت کس حد تک ہے؟
- ۲۔ جنگوں میں انسانی اور کھیتی باڑی کی اشیاء استعمال کیے جاسکتے ہیں؟
- ۳۔ غیر مسلموں سے عقل کے بارے میں اسلام کا موقف کیا ہے؟
- ۴۔ سیاسی معاملہ میں مذہب کا کردار کیا ہونا چاہیے؟
- ۵۔ آپ کے خیال میں امریکہ کا سیکولر نظام بہتر ہے یا عیسائی کا؟

۱۔ پہلا سوال جس طرح پوچھا گیا "جواب" میں یوں شروع کیا کہ "اسلام میں جنگ کی اجازت ہے لیکن اس کا مقصد اسلام کا دفاع نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اسلام کے پیروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ انہوں کو ہر دو آپ کی خوشخبری بھی ملتی ہوگی تاکہ وہ بت میں ہے ایک گھنٹی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کی خدمت کا احساس ہوتا ہے تاکہ ان کو اس نظر پر آئے، اس نے اپنی بی بی کرنا لکھی تھیں، لکھی لکھی دیا چاہا کہ اس کی نظریہ لکھی کہ پڑی جو بی بی کی خدمت سے مل جائے، ہاتھ اس نے سوچا ہے کہ کسی بھی طرح بی بی اس کا معلوم ہوتا ہے، ان کو اس سے پانی لے لے گا کوئی سامان اس کے پاس موجود نہیں تھا، ان کو اس میں ان کو اس سے سوز میں پانی نہ لیا، طاقت سے بچا کر باہر آیا اور اس کا پانی پانی اللہ تعالیٰ نے اس کے جوش میں اس کے گناہوں کی مظہر فرما دی، صحابہ کرام نے ہی چھاپا، رسول اللہ جانوروں کے ساتھ اگر ہم ایسا معاملہ کریں گے تو کیا نہیں اس کا کھانا ہے گا؟" میں اکریم اللہ نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ بھائی کے علاوہ انسان کے ساتھ بھی اس فکری حق کے بعد ہر سوال کا جواب پرترہ بنا دیا ہے

ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا لقب "رحمت اللعالمین" ہے قرآن شریف میں ہے۔ ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اسی زمانہ کا تصور صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسان کے لئے ہے خواہ اس کا تعلق اسلام سے ہو یا نہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شان فرمایا زمین والوں پر رحم کرو کہ اس واقعہ پر رحم فرمائے گا۔ ایک دوسری جگہ قرآن مجید میں بھی یہ واقعہ بیان فرماتا ہے۔

رحم کریم کا یہ سلسلہ انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ جانوروں پر بھی پھیل گیا اور بے جان اشیاء کو بھی شامل ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جانوروں پر بہت زیادہ رحم کرو، اللہ تعالیٰ سے جانوروں کو تمہارے لئے صرف اس لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم آسانی سے اپنی منزل تک پہنچو، ان کو اہلہ ان سے ضرورت کی حد تک ہی کام لو۔

اسلام نے جانوروں کے ساتھ صرف ایسا سلوک کرنے کی تلقین نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ انہوں کو ہر دو آپ کی خوشخبری بھی ملتی ہوگی تاکہ وہ بت میں ہے ایک گھنٹی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کی خدمت کا احساس ہوتا ہے تاکہ ان کو اس نظر پر آئے، اس نے اپنی بی بی کرنا لکھی تھیں، لکھی لکھی دیا چاہا کہ اس کی نظریہ لکھی کہ پڑی جو بی بی کی خدمت سے مل جائے، ہاتھ اس نے سوچا ہے کہ کسی بھی طرح بی بی اس کا معلوم ہوتا ہے، ان کو اس سے پانی لے لے گا کوئی سامان اس کے پاس موجود نہیں تھا، ان کو اس میں ان کو اس سے سوز میں پانی نہ لیا، طاقت سے بچا کر باہر آیا اور اس کا پانی پانی اللہ تعالیٰ نے اس کے جوش میں اس کے گناہوں کی مظہر فرما دی، صحابہ کرام نے ہی چھاپا، رسول اللہ جانوروں کے ساتھ اگر ہم ایسا معاملہ کریں گے تو کیا نہیں اس کا کھانا ہے گا؟" میں اکریم اللہ نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ بھائی کے علاوہ انسان کے ساتھ بھی اس فکری حق کے بعد ہر سوال کا جواب پرترہ بنا دیا ہے

آجہ بڑھن ہو تو اس سے منہ موڑ لینے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۳) قرآن اس سے بے نیاز ہے کہ اس کی صداقت و صحت پر علم چھوڑ دے، سہو و دلیل لائی جائے، لہذا اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی اسلام کی دعوت تبلیغ میں مدد ملی چا سکے۔

(۵) سائنسی تفسیر کے قائلین کہتے ہیں کہ سائنسی نظریات و

فطرت کے اندر خود ہی ثبوت نہیں ہے، ایسے میں قرآن و سائنس میں

مطابقت کی تلاش قرآن کو کاتب تشویش بنا کر چلی کرنا ہے، ڈاکٹر جمال

مصطفیٰ بریڈر تفسیر جامعہ لائبریریاں میں لکھے ہیں کہ "اگر کسی

حکومت میں تاج کی تھڑکی ایسے کے شکل معلوم ہو جس سے کسی ایک میں

پائی جائے تو اس احتمال کو تسلیم کیا جائے گا مگر اس پر جزم و قطعیت کا حکم

نہیں لگایا جاسکتا، اب اگر کسی زمانے میں پانچویں اس نظریے کے

خلاف دلیل قائم ہو جائے تو بھی قرآن پر کوئی حرف نہیں پڑے گا، کیوں

کہ ہم نے اس حقیقت پر علم ہی نہیں لیا تھا کہ "یہ تفسیر

مادہ کا جواب بظاہر مستقل ہے مگر حقیقتاً ایسا نہیں" (۳۰)

ان بات پر غور کرنے سے جرات سے پہلے واضح ہو کر کہائی

جے وہ کہ مولانا اسباب اللہ بھی سائنسی تفسیر کے حامیوں میں سے

ہیں، یہ اور بات ہے کہ وہ اس کے لیے کلمہ اور تفسیر اور کتب کے قائل

نہیں، سائنسی تفسیر کیلئے وقت کے ساتھ ایک بڑی ضروری ہے کہ کوئی ایسی

نئی ماخذ نہ برآمد ہو جس کی پوری تفسیر، جو اس کا عقیدہ یا معمول

و اس کے عقائد اور مذاہب کی بات ہو جس کا ذکر قرآن کی کوئی امر کی آیت کر

ہی ہو۔ نہ تو اب کے ساتھ پہلی میں جوئے کتب کے پہلے اچھے

کے بار سے ہی کتب کی جرات کر رہا ہوں کہ سائنسی تفسیر کے قائلین

کا "مطلوبہ عمل" ہے، اور طریقہ کار کیلئے صرف کانوں کو بھینے معلوم ہوئے

ہیں، اگر اس طریقہ کار کے سوا سائنسی تفسیر پر کاربند نہیں ہوئی ہے بھی

کہ مسئلہ ہے کہ قرآن اس سے بے نیاز ہے کہ اس کی صداقت و صحت پر

علم بلاغت سے صحت منہ لائی جائے، یہ بھی ہے کہ قرآن کی مادی

مشروع کی باقی تفسیریں کو رد کر سکتا ہے جن کو رد کیا جا رہا ہے قرآن کے اعتبار

میں بہت نمایاں تسلیم کیا گیا ہے۔ یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ قرآن سائنسی

تفسیر کا کیا ہے، یہ نہیں سوال ہے کہ کیا یہ سلسلہ کائنات کی ضرورت

ہے یا نہیں کہ سائنسی تفسیر کرنا، تاکہ یہ قرآن سے عقل سے متعلق

و جس کے ساتھ کائنات اور انہیں ملنے والی باتیں کی بات ملے؟

عالمی حریت مولانا اسباب اللہ نے قائلین کی اس بات کا درست

فرمودہ ہے اس کے بعد وہی یہ سوال قائم کیا ہے کہ اگر سائنسی تفسیر

جائے ۱۶۶۷ "قرآن کی تفسیریں" میں دیکھیں کہ مولانا اسباب اللہ نے

یاد میں سائنس دانوں کو قرآن کی صداقت کا حاکم کیا جاسکتا ہے؟

لہذا اس کا جواب دیا ہے، جواب کا اصل یہ ہے کہ سائنسی تفسیر

جن کو کتب نے کوڑھ برسوں میں اسلام قبول کیا ہے اس میں ایک قدم

کی بھی ہے جو سائنسی تفسیر سے متاثر ہو کر سائنس کی طرف ہلے ہوئے ہیں

و ان کے ہاں اس کی ہے جو اسلامی عقیدہ سے متاثر ہو کر اس اسلام سے

کتاب "لغات" کا مطالعہ ہے، مصوف لکھتے ہیں کہ "اس میں صرف ۱۰۰

دستاویز ہیں ان افراد سے، مصوف لکھتے ہیں کہ "اس میں صرف ۱۰۰

ایسے ہیں جو قرآن اور سائنس کی حیرت انگیز تفسیر دیکھ کر متاثر ہوئے، یہاں

سب کو کتب قرآن کی انہیں تعلیمات سے متاثر کیا ہے جن کا ہم نے پہلی

میں ذکر کیا ہے" (۳۱) خیال ہے کہ مصوف نے بات سائنسی تفسیر

کے قائلین کی تائید میں سائنسی تفسیر کی عدم ضرورت کے اثبات میں لکھ دیا

ہے، لیکن کوئی غور کر کے پائے کہ اس بات سے سائنسی تفسیر کی عدم

ضرورت ثابت ہو رہی ہے یا ضرورت؟ مصوف کی بات مان لیتے، اس کا

مطلب ہے کہ کائنات اسلامی کی مادی مدخل صرف سائنسی تفسیر کی وجہ

مخت ہے، یہاں سائنسی تفسیر کو سائنس کے عقائد سے شہادت کا اہل

انگہ کیا اس سے سائنسی تفسیر کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی؟

مصوف نے پانچویں کتب کے ذیل میں پہلے قائلین کا ایک

اعضائے کتب کیا ہے "تجارت و تجارت" (۳۲) پہلی (۳۳) جس کے

جواب میں اپنے امتداد (ڈاکٹر جمال مصطفیٰ) کا "مطلوبہ عمل" لکھتے ہیں

نقل کیا ہے "تجارت و تجارت" (۳۴) "مطلوبہ عمل" اس میں صریح ہے کہ

تفسیر بھی ہو سکتا ہے، اگر اس کا بظاہر مستقل کرنا ہو، (۳۵) کہ

آگے بڑھ گئے، اب یہ کہ طوطی کی بات ہے کہ "تجارت و تجارت"

مصرعہ "تجارت و تجارت" ہے، "تجارت و تجارت" کہ اگرچہ کر دیا گیا ہو تو چھپے ہم

طوطی کی زبان سے ہو جائے، یہاں بھی مولانا اسباب اللہ نے فرما دیا ہے

کہ اگر وہ سائنسی تفسیر کے حامیوں میں ہیں تو قائلین کے اس اعتراض کا

مستقل جواب کیا ہے، "تجارت و تجارت" کے قائلین سے یہی ہے؟

بقیہ صفحہ ۱۰۰ پر مطالعہ فرمائیں

دینی، ملی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں

گھبر کر شریف کو تک میں امام احمد رضا سمیٹا کر دکانظر میں

حرار بر انوار قبولہ دکن حضرت بندہ نواز گیسو راز علیہ الرحمہ کی پانچ کت چھاؤں میں رضا اکینہی گھبر کر یوں سے تعلیمات اہلایہ کرام کی ترویج و اشاعت میں مصروف کار ہے۔ اس سال رضا اکینہی نے ۲۳ فروری ۲۰۰۹ء کو ایک تاریخی پروگرام کا انعقاد کیا۔ دن میں ملی وادلی ہوا کہ قرادش کا سونے تمام احمد رضا ملی وادلی سمیٹا کر دیکھا قدارت میں جلسہ عام تھا جس کا عنوان امام احمد رضا عالم اسلام کی ملی بھارتی شخصیت تھا۔۔۔ دنوں پروگرام کی تفصیل دیکھ لوں ہے۔

امام احمد رضا ملی وادلی سمیٹا کر باحاطہ قادیان ہائی اسکول دنگا روڑہ میں پیر مارچ ۱۰ء کو جبکہ سے شروع ہو کر شام ۳۰ بجے تک جاری رہا اور دیر میں ملازمہ و طعام باحق کا وقت رہا سو فی سے حریف لائے مصروف عالم دین مولانا شمیم اختر صاحب مصباحی نے صدارت فرمائی۔ علامت کا فریضہ کا قاضی محمد گلشن الدین نے دیر وقت اکران گھبر کر بے بدوشی نے تمام وادجب کہ یہاں خصوصی محترم جناب عبدالوہاب شریف صاحب ڈائریکٹر آف سٹڈیز یونیورسٹی کشمیر کشمیر سوسائٹی گھبر کر محترم جناب محمد سعید نوری دانی رضا اکینہی ملی گئے۔

نکست اول کے مقابلہ کاروان کے موضوعات یہ تھے

پہلی نمبر محمد مصطفیٰ شریف مجدد شعبہ عربی تائید بے بدوشی، مجدد پار

امام احمد رضا اور علم رضا دکن کے رضا اکینہی شہاد

ڈاکٹر حافظ اعظم رضا دکن کے رضا اکینہی شہاد

امام احمد رضا اور بدوشی کی تاریخ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالحق کاکہ مجدد شعبہ اردو دقاری گھبر کر بے بدوشی

امام احمد رضا کی شاعری کی تنقیدی جائزہ

شاہ محمد فضل الدین ہالیدی نے حضرت امیر اکبر گھبر کر بے بدوشی

امام احمد رضا کی شاعری میں تصوف کی شہادت پانچ

نکست دوم کے مقابلہ کاروان کے موضوعات یہ تھے

مولانا طیفی محمد حسن الدین۔ کامل نظامی مجدد پار

امام احمد رضا کی فقہی شخصیت

ڈاکٹر نظام چار شمس مصباحی دانی پور پور دہار

امام احمد رضا اور دانی باحاطہ

سید خواجہ سحر اخترنی دہار و قدارت علیہ مجدد پار

امام احمد رضا اور احترام سادات

ڈاکٹر حفصہ احمد دانی پور فیض شعبہ اردو گھبر کر بے بدوشی

امام احمد رضا میں فی اعزاز میں جلوہ گرئی

پروفیسر عبدالحق کاکہ مجدد شعبہ اردو دقاری گھبر کر بے بدوشی

شمس مصباحی کے مقابلہ کاروان میں دقاری اور دہار دانی شمس

نواز دانی شامالونی کے مقابلہ کاروان میں دقاری اور دہار دانی شمس

ہوں کے صدارت کا پروگرام جلسہ عام امام احمد رضا کی ملی وادلی

شخصیت کے عنوان سے تھا۔ مقامی علماء و شعراء کے علاوہ جس کے

مستردین خصوصی پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ شریف حیدر آباد، ڈاکٹر نظام چار

شمس مصباحی ملی اور ڈاکٹر نظام مصطفیٰ نجم القادری ملی گئے۔ ڈاکٹر

مصطفیٰ شریف نے مذاہن القادری امام احمد رضا، ڈاکٹر نظام چار شمس

مصباحی نے اسلامی علامہ دقاریات کے حلقہ میں امام احمد رضا کا

کر دہار ڈاکٹر نجم القادری صاحب نے تمام احمد رضا اور بدوشی

رسول کے حوالے سے خطاب کیا۔ اپنے اپنے موضوع پر ہر ایک

کا خطاب پر مستزاد نصیحت اور نصحیت سامعین کی کرات و بدوشی کا عالم

بھی قابل دید تھا۔ باقی رات دو بجے یہ پروگرام اپنے اختتام کو

پہنچا۔ اپنے موضوع دہار و بدوشیت اور بدوشیت کے اعتبار سے

گھبر کر کی تاریخ میں یہ پروگرام ملی وادلی ہونے کے ساتھ ساتھ

اساتذہ و مشرقی بھی تھے۔ اس عظیم الشان پروگرام کی کامیابی کا سہرا

جناب محمد حفیظ دانی اور دیگر ائمہ دینی نے اکیڈمی کے سر پر ہے۔

منظومہ

شفیع روز جزا ہیں، کریم ایسے ہیں
خبر سے حضور، راقم و رکن ایسے ہیں
ہر ایک طرف کے معنی ہیں آئینہ کی طرح
۱۰ گئے "ہاجر السہم" ایسے ہیں
یہاں کے بعد نہ کوئی صدف نہ کوئی کھر
۱۱ بحر نور کے ۱۰ ہجیم ایسے ہیں
انہر کی سیرت میں غلہ بریں کی منول ہے
۱۲ رہائے دم مستقیم ایسے ہیں
۱۳ اسے عزت ملی رب سے ہم کو کام ہوئے
شہ قس قندلی، کلیم ایسے ہیں
حضور باعث تہا رکھل جہاں ہیں قرہ
حضور خلق خدا میں "قدیم" ایسے ہیں

— فاکٹو فصل الفرح حسن حضور مصباحی —
شب کا نا، پہاں لکھی قرہ ملی پاشا ملی

پاشا طویل لبت سکھار ہی نہیں
پہاں ہیں، صاحب کرد ہی نہیں
۱۰ ہے الیہ گر کارک کا ذات میں
رکتا ہے قورماں کو بھار ہی نہیں
کیسے کو یوں تو علقہ انہاں ہے دقت
تسکین ہوتے کیا، کوئی دھار ہی نہیں

ہمت دھری، سرگئی اور ملک چھتا حرا
کوئی کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں
اور ہی عادلان کے تو بے لک ہیں خط
آرام قلب سایہ دھار ہی نہیں
۱۰ ہے اعتراف جرم تائے عیسیٰ کی بات
کرتا ہے دایہ کی اقرار ہی نہیں
دیکھا دہلی جہاں کو بہت ہی قریب سے
باقی حرج، حسرت دھار ہی نہیں

فاکٹو حضور المرحمان

شیرنگر، پست "نی" اپنی لچک، دھواں (بھار کھڑ)

دراخت عشق سے میرے جو توگر ہوگا
اس کے قدموں پہ خدا بخت سکھو ہوگا
عاک طیبہ پہ گدا کا میرے بستر ہوگا
کون سا روز ۱۰ اسے شایع عشر ہوگا
سانے اس شہ خواہاں کے ۱۰ اختر ہوگا
تامل دے کاشا سر محضر ہوگا
کون ہو سکتا ہے طاقت میں خدا کی ایسا
جلوہ گر کسی حق پر میرا سر ہوگا
سر تسلیم اٹھاؤں گا نہ قدموں سے کسی
جو کر ہی آپ میرے حق میں ۱۰ ہجر ہوگا
سر میں ہرگز نہ اٹھائیں گا تمہارے ۱۰ سے
بیکر سے جو آپ سے مدد کوئی کافر ہوگا
اس کو کھر پیٹھ ہی مل جائے گی اور ہی ناخن
جس کو دیا میں تو کل کر خدا پر ہوگا

سید محمد متھلی حسینی فاکٹو (بھار آواز)

پیراھن گل

رنگ، خوشبو، تازگی، جواہر گل سا نکسوں
آہ فصل بھاریں تھو کو میں کیا کیا نکسوں
حیرے فتن پا کو میں جھوٹے دلی کسی چیز سے
بول، جسم، چاند و آفتاب دیا نکسوں

ایک اک لے پے پیسے ہر مہر کا جہم
آنکھ کی شکرگاہوں پا کھد شعری نکسوں

مید باغی کی طرف موزک بھی دیکھوں اگر
دور رفتہ کو مسلسل غم کا صحرا نکسوں

پہلے میں نکلا تو کرلوں کل جہاں کی فطریں
تپ نکسوں بکے واقعہ دور جہالت کا نکسوں

موسم گل کی حکایت آج پڑھتی ہے مجھے
تذکرہ دور غزاں کا کیوں عبت انا نکسوں

ہل اٹھے ہیں، پیر غریبوں کے بڑا دل پاؤں پر
بھڑکائی رات کسی کے صحن کا صدقہ نکسوں

دُعا ہے ہم بھی لاون شہناک گیا
جہ سے وطن کی ہواؤں کا اسے بھولا نکسوں

مٹی میں آیا آئے دلی ذات کا حلیہ دھو
مشورہ دل نے دیا غلطی میں یہ نکڑا نکسوں

زینت ہمیں نکسوں، فریادیں لے نکسوں
صاحب مہر، سگان لڈی اسری نکسوں

آہ کے گھر کا ہر ذرہ چارم طور ہے
نہ سدا، غم قیل، روایتی کعبہ نکسوں

دور امت کا روشن زندگی میں کر رہا
کم ہے اس شان کرم پر بڑ نکسوں جتا نکسوں

امر با معروف حیرے منکرانے کا ہے نام
الامیٰ نمی من انکر ترا شہ نکسوں

جیری انکشت سہارک کے خوف کے لئے
پاند عشق ہوتا نکسوں، انجہار کا جھٹکا نکسوں

سر بھید ہو گئے کعبہ کے بت کیے ہوئے
وہ تو تھے بھولے خدا، تھو کو مٹی سپا نکسوں

وہ رسول باغی میاد رحمت کے طفل
وہ نظر فرما پئے کہ خود کو میں آج نکسوں

عالم اسلام پر چھائی ہے پھر کالی گٹا
خطر آنکھوں کا جیری سمت ہی اٹھا نکسوں

چند جھوٹے پھر مری فصل غزاں پر یا بی بی
جیری رحمت کو حیرے صحن کا صدقہ نکسوں

اک شہادہ دوسرے کیا سارے مشکوں پر شعر
سارے دامن کا ترے دیوار سے رش نکسوں

مولانا سید محمد اشتیاق عالم شہناک شہنازی
سہارا لکھنؤ، خاندانہ عالمی شہنازی، دہلی گیارہ (پہلا)

مکتبہ جام نور کی نئی مطبوعات

کوئی کی کوئی کہ بعد مائیں کے دشمن نظم



کریلا کامسافر
مرتبہ: علامہ شتائی احمد نقوی
مکتبہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

Rs. 75/-

پیشکش: 100 روپے



ارشاد کی کہانی
ارشاد کی زبان
مکتبہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

Rs. 25/-

بھلے ہم بھی یہ ٹیکنک آئیوڈ واسٹا
نہ صرف، بلکہ بار آئیوڈ سے بھی جا سکتی ہے



خاکے
کر بلا
مکتبہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

Rs. 60/-

غزوات میں محمد ﷺ



مکتبہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

Rs. 70/-

مکتبہ جام نور کی نئی از پرچہ کتابیں

عجمی حکایت (ہندی)	۵۵۵ کہانے (ہندی)	تذکرہ اولیاء (ہندی)	اکبر زار (ہندی)	۱۰۰ روپے
سوانح امام محمد علی	سید عربی عمارات و تعمیرات	عقیدہ و شفاعت	انگوشتی مسائل پر تاریخی فتویٰ	
حدیث افتراق است	احادیث قدسیہ	مشکل کشا از مس	مصحف مفتی حامد حسین مصباحی	
خطبات قوس اللہ	سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	رموز خطابت	مولانا محمد عمر الدین احمد	
رجال الغیب	بی بی زہرا عاقلہ احمد قادری	تحفہ دہلی	مکتبہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند	